لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

اس پر نظر رکھو جو تم پر نظر رکھتا ہے

اس (اللہ رب العزت) پر نظر رکھو جو تم پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے سامنے رہو جو تمہارے سامنے رہتا ہے۔ اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے۔ اس کی بات مانو جو تم کو بلاتا ہے، اپنا ہاتھ اسے دو جو تم کو گرنے سے سنبھال لے گا۔ اور تم کو جہل کی تاریکیوں سے نکال لے گا۔ اور ہلاکتوں سے بچائے گا۔ دھو کر میل کچیل سے پاک کرے گا۔ تم کو تمہاری سڑاہند اور بدبو اور پست ہمتی، نفس بدکار و رفیقان گمراہ و گمراہ کن سے نجات دے گا۔ جو شیاطین کی خواہشیں اور تمہارے جاہل دوست ہیں۔ خدا کی راہ کے راہزن، اور تم کو ہر نفیس اور عمدہ، پسندیدہ چیز سے محروم رکھنے والے، کب تک عادت؟ کب تک خلق؟ کب تک خواہش؟ کب تک دنیا؟ کب تک آخرت؟ کب تک ماسوائے حق؟ کہاں چلے تم؟ (اس خدا کو چھوڑ کر جو) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور بنانے والا ہے۔ اول ہے۔ آخر ہے۔ ظاہر ہے۔ باطن ہے۔ دلوں کی محبت، روحوں کا اطمینان، گرانیوں سے سبکدوشی، بخشش و احسان، ان سب کا رجوع اسی کی طرف ہے، اور اسی کی طرف سے اس کا صدور ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک ص/۲۶)

۱۰ر فروری ۲۰۰۱ء | سالانہ ۱۳۰ر روپے | فی شمارہ ۶ر روپے

Regd. No.LW/ NP/ 63

Fax No. : (0522)330020

FORTNIGTLY N.R.I.No- UPURD 03615/24/1/2000-Tc

TAMEER-E-HAYAT

Rs.6/- | NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India) ISSUE : 1 Vol.1 No.1

ھوالشافی

ایک بار خدمت کا موقع دیں

روز آنہ سُپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے فینسی چشموں کا

ایک خاص مقام

چشمہ گھر

مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ

آپٹیشن ایچ. رحمن

60082

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

زوزامین

فسادِ خون اور جلدی امراض کا شربت

• خونی فساد۔ پھوڑے پھنسی و خارش

• اور جلدی امراض، کامیاب سیرپ

• جذام کے لئے

نہایت جلد اثر کرنے والا

HASANI PHARMACY

117/41 . Gwyno Road,

Lucknow - 226018, Ph. 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

مئو کا بنا

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ، کٹنے۔ جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کونیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Majlis Sahafat- Wa- Nashriat, Nadwatul Ulama at Parekh offset Press, Tagore Marg, Lucknow - U. P.

Editor : *Shamsul Haq Nadwi*

صحت مند معاشرہ کی زندگی کے تین ستون

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (النساء: ۱۱۴)

ترجمہ: ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے۔

آپ غور کریں گے تو یہ تین چیزیں ایسی ہیں جن پر ایک صالح معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ وہ معاشرہ کے تین ستون ہیں، صدقہ، جب تک کہ ایک کو دوسرے کے ساتھ ہمدردی نہ ہوگی، آدمی کی مدد کا جذبہ سینہ کے اندر کارفرما ہوگا اور وہ ایثار نہ کریگا، کوئی معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا "أَوْ مَعْرُوفٍ" معروف بھی قرآن مجید کا ایسا لفظ ہے کہ اس کا ترجمہ نہیں ہو سکتا یعنی معقول و مستحسن بات جو چیز عرف میں داخل ہے اور جس کو فطرت سلیم رکھنے والے سب بالاتفاق اچھا کہتے ہیں، اس کا جو حکم دے گا، اب ہر جگہ کا معروف الگ ہوگا۔ یہاں کا معروف یہاں کے لحاظ سے ہوگا، دوسرے مقام کا معروف وہاں کے لحاظ سے ہوگا۔

أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ عام طور پر قبیلوں، خاندانوں میں "افساد ذات البین" کا منظر نظر آتا ہے یعنی آپس کے تعلقات کشیدہ ہیں۔ بستی بستی، گاؤں گاؤں، قصبے قصبے یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ خاص طور پر جہاں آبادیں ہیں، کسی دل سوختہ شاعر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ؎

بہر جا مے آیند سادات
فسادات، فسادات، فسادات

اس کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاں سادات جمع ہوں، پھر ماشاء اللہ سادات ہی سادات ہیں اور یوں بھی تشریح ہو سکتی ہے کہ پھر ناانصافیاں ہی ناانصافیاں اور جنگ و جدل ہی کا منظر نظر آئے گا۔

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، چور وہیں آتا ہے، جہاں مایہ ہوتی ہے، تو جو جتنا اونچا ہوتا ہے اسی پر شیطان حملہ کرتا ہے، تو یہ سادات، شیوخ، صدیقی فاروقی، انصاری، قریشی، اور ان کی مختلف شاخیں، عثمانی، علوی، عباسی جہاں ہوتے ہیں ان میں شیطان بہت کامیاب ہو جاتا ہے اس لئے کہ ان کو ایک دوسرے سے مکدر کرنے اور شاکی بنانے کا کام دوسروں کے مقابلہ میں آسان ہوتا ہے، ان کی حیثیت، حیثیت عرفی بلند ہوتی ہے، کچھ ان کی توقعات ہوتی ہیں، کچھ ان کی عادتیں ہوتی ہیں، کچھ وہ اپنا حق سمجھتے ہیں، شیطان اسی راستہ سے آتا ہے، دیکھو فلاں نے تمہیں سلام ٹھیک سے نہیں کیا، وہ حقیر سمجھتے ہیں، مالی حالت کچھ کمزور ہو گئی ہے، اب وہ اس طرح جھک کر سلام نہیں کرتے، اب دل صاف نہیں ہے۔

ہر مقام کو ان کی ضرورت ہے

یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ یہ واقعی ہر جگہ مشترک ہیں، صدقہ، معروف، اصلاح بین الناس، ہر مقام کو ان کی ضرورت ہے، جہاں صدقہ بند ہو جائے وہاں محبت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، ہنس کر بولنا بھی صدقہ ہے، میٹھی زبان رکھنا اور خوش کلامی بھی صدقہ ہے، اگر کسی کا کوڑا گر جائے، اور وہ سواری پر ہو تو اٹھا کر اس کو دے دو، یہ بھی صدقہ ہے، راستہ سے کانٹا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، صدقہ کی سیکڑوں قسمیں ہیں، ایک صدقہ کہہ دیا اس لئے کہ یہ سب پر حاوی ہے یعنی خیر سگالی کا جذبہ، خیر خواہی اور مدد کا جذبہ، اس کے بغیر کوئی معاشرہ، کوئی اجتماعی زندگی اول تو وجود میں نہیں آسکتی، اور اگر آئے تو رہ نہیں سکتی، اور پھر معروف "أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ" یہ قرآن ہی کہہ سکتا تھا۔ یہ آیت بھی معجزہ ہے، پورا تمدن انسانی پورا معاشرہ انسانی اسی پر قائم ہے صدقہ معروف، اصلاح بین الناس، آج ہر جگہ آپ دیکھیں گے کہ اس کے خلاف ہو رہا ہے، کہیں صدقہ کا دروازہ بند ہے، تو کہیں معروف کا دروازہ بند ہے تو کہیں دونوں چیزیں ہیں، لیکن اصلاح بین الناس کا دروازہ بند ہے، بگاڑنے والے لڑانے والے پچاس اور ملانے والا ایک.... تو ان تین چیزوں کا خیال رکھئے صدقہ، معروف، اصلاح بین الناس۔

یہ چوتھی شرط اللہ نے یہ لگائی ہے، اس کار خیر میں نیت بھی ہونی چاہئے۔ رضائے الٰہی کی۔ "وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ" جو اللہ کی رضا کیلئے کام کرے اس میں ثواب ہے، یہ نہیں کہ صاحب ہم کریں گے تو وہ بھی کرے گا، اور اچھا ہے کہ اچھی زندگی گذرے گی یہ نہیں، بلکہ اللہ کی خالص رضا کیلئے۔

(ماخوذ از: قرآنی افادات)

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۱۰ر فروری ۲۰۰۱ء ...... مطابق ...... ۱۵ر ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ | شمارہ نمبر ۷

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء

مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی

مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---------- =/۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک...... ۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ...... ۱۵ ڈالر

☆☆☆

نیچے بنے سرخ دائرہ میں نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

منیجر

گذارش

خط کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے

(منیجر)

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹریشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

اِس شُمارے میں

۱	صحت مند معاشرہ کی زندگی کے تین ستون	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۲
۲	گجرات کا زلزلہ (اداریہ)	ع۔ ع۔ ن	۵
۳	مسلمان کب یورپ کی چالبازی سے ہوشیار ہوں گے ؟	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۶
۴	ایسی دلکش آواز جس نے زندگی کا رُخ بدل دیا	زاہد عبد الرحمٰن	۹
۵	جمہوریت اور سیکولرزم نظریہ اور واقعہ کا فرق	مولانا سید واضح رشید ندوی	۱۲
۶	تاریکی سے روشنی کی طرف	سعید عبد الستار	۱۶
۷	قاری سید رشید الحسن صاحبؒ	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۲۱
۸	یادوں کی مہک (ایک مطالعہ)	پروفیسر اسلوب احمد انصاری	۲۲
۹	مولانا سلیمان صاحب پالنپوریؒ نقوش وتاثرات	مولانا عبد القادر ندوی پٹنی	۲۵
۱۰	مغربی میڈیا اور اس کے اثرات	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۶
۱۱	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۷
۱۲	مغربی میڈیا اور اسکے اثرات کا رسم اجراء (رپورٹ)	حفظ الرحمٰن ندوی	۲۸
۱۳	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۳۰
۱۴	مختصر عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم سنٹی میٹر =/80

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ	Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842, Madina Munawwara (K.S.A.)
برطانیہ	Mr. M. AKRAM NADWI O.C.I.S., St. Cross College, Oxford Ox1 3TU-U.K.
ساؤتھ افریقہ	Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O Box 388, Vereninging,(S. Africa)
قطر	Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O Box No. 10894, DOHA-QATAR
دبئی	Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O Box No. 12525, DUBAI (U.A.E.) P.H.No: — 3970927
پاکستان	Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near sau Qualer H. No. 109, Town Ship Kaurangi, KARACHI-31 (Pakistan)
امریکہ	Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 98-Conklin Ave, Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)

Internet Web-site: http://nadwa.virtualave.ne.
e-mail address: airp@lw1.vsnl.net.in

اداریہ

گجرات کا زلزلہ

بات ابھی کی ہے اور تازہ ہے، ابھی زخم ہرا ہے، اور خون جما نہیں، ہزار ہا ہزار انسانوں کی اچانک ہلاکت، کروڑوں اور اربوں کی دولت کا آناً فاناً زمین میں دھنس جانا، فلک بوس عمارتوں کا زمین دوز ہو جانا، بیان کرنے کو چند جملے اور دو سطریں کافی ہیں، لیکن جن پر یہ آفت آئی اور جو بستیاں تباہ ہوئیں ان کی کیفیات دنیا نے سنی اور لوگ اُف اور آہ کر کے بیٹھ گئے، کسی کے بس میں نہیں تھا کہ کسی کی زندگی میں دو چار لمحات کا اضافہ کر سکے، جب حادثہ رونما ہو چکا، اونچے مکانات میں رہنے والے جب زمین دوز ہو چکے تو ٹی، وی، (T.V.) کے مصور آئے اور انھوں نے دنیا کو تباہ کاری کا منظر دکھلایا، لیکن جس وقت یہ اچانک مصیبت آئی تھی، لوگ اچھے اور برے، خوشحال اور بدحال، بیمار اور تندرست، بچے اور بوڑھے سب اپنے حال میں مگن اور اپنی فکر میں مست تھے، کسی کو کیا معلوم کہ جس لمحہ یہ مصیبت آئی ہے، اس وقت لوگوں پر کیا گذری ہوگی، "جب برق تڑپ کر ٹوٹی تھی اس وقت کا عالم کیا ہوگا" آخرت کو بھولنے والے اور روز قیامت کا انکار کرنے والے کیا سوچتے ہوں گے؟ کہا جاتا ہے کہ جنوری ۱۹۳۴ء میں بہار کے شمالی علاقوں میں زلزلہ آیا تھا، خدا پرستوں نے کہا کہ یہ عذاب الٰہی ہے اور سائنسدانوں نے کہا کہ یہ سب وہم کی باتیں ہیں، اور نادانوں کے بنائے ہوئے افسانے ہیں؛ زمین کے اندر جو گیس جمع ہوتی ہے وہ اپنی جگہ سے اپنے نظام کے مطابق حرکت کرتی ہے، اور اس حرکت کا نتیجہ زلزلہ ہے، لکھنؤ کے ایک سخن داں صاحب فکر نے کہا کہ دونوں کی باتیں صحیح ہیں، مگر یہ دونوں دو مختلف سوالات کے جواب دے رہے ہیں، جب یہ پوچھا جائے کہ یہ عذاب کیوں آیا تو اس کا جواب خدا پرست نے صحیح دیا کہ یہ عذاب خداوندی کی ایک جھلک ہے، اور جس نے یہ کہا کہ زمین کے اندر گیس کی حرکت کا نتیجہ ہے، اس نے ایسے سوال کا جواب دیا جو "کیونکر" سے شروع ہوتا ہے، "کیوں" اور "کیونکر" میں فرق ہے، ابھی خدا اور رسول کو چیلنج کرنے والے انہیں سوالات میں الجھے ہوئے ہیں۔ آخرت کی سرزنش پر ایمان لانے والے جانتے ہیں کہ یہ عذاب نہیں تھا، عذاب کی ایک جھلک تھی، آسمان نہیں ٹوٹا، پورا کرۂ ارض اپنی جگہ سے نہیں ہلا، پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ کر روئی کی گالوں کی طرح نہیں پھیلے، وہ زلزلہ نہیں تھا جس کو قرآن نے کہا: ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ وہ "الساعۃ" (قیامت) کا زلزلہ کتنا مہیب ہوگا جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی کے دل پر کھٹکا، یہ ایک صرف معمولی سی جھلک تھی، پہاڑ کے سامنے کنکر، اور دریا کے سامنے ایک قطرہ، لیکن یہ جھلک کتنی مہیب تھی اور یہ پہاڑ کے دامن کا تنکا کس درجہ زبردست اور کتنا طاقتور تھا، جس کی معمولی اور مصیبت گذر جانے کے بعد لی ہوئی تصویریں ہمارے رونگٹے کھڑی کر رہی ہیں؟

دنیا بھر سے زبانی ہمدردی اور عملی امداد کا سیلِ رواں جاری ہے، لیکن اس دن کو یاد کیجئے جب ایک بھائی دوسرے بھائی کو، باپ اپنے بیٹے کو، شوہر اپنی بیوی کو، اور ماں اپنے بچے کو مدد پہونچانے پر قادر نہ ہوگی۔ ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ﴾ "(جس روز آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا)۔

مسلمان کب یورپ کی چالبازی سے ہوشیار ہوں گے

از :- حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ترجمہ : محمد فرمان نیپالی۔ متعلم دار العلوم ندوۃ العلماء

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا جب کہ مشرق کی مسلمان اور خصوصاً عرب قومیں مشرقی مزاج کی حامل اور اسلامی الفطرت تھیں، اور ان پر خارجی اثرات نے کوئی اثر نہیں ڈالا تھا، لیکن جب سے مشرق نے یورپ سے سائنسی علوم کی خوشہ چینی شروع کی جس کو انھوں نے اصلاً مسلمانوں سے حاصل کیا تھا تو ایک فطری بات تھی کہ وہ اس سے متأثر ہوتے جبکہ اس کا بڑا حصہ مفید نافع بھی ہے، بشرطیکہ مکمل احتیاط اور ہوشمندی سے یہ کام ہوتا، لیکن ہر غالب قوم سے مرعوبیت اور ہر پرفریب شئے سے گرویدگی انسان کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دیتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرق کے نوجوان انتہا پسند ملحد بے دین یورپ کے افکار ونظریات سے متأثر ہوگئے اور اس کی تہذیب وتمدن کے سامنے ہوش وحواس کھو بیٹھے، اور احساس کمتری کے شکار ہوگئے، صورت حال یہ ہے کہ آج انھوں نے اس بات کو فراموش کر دیا ہے کہ یہی اہل یورپ جنھوں نے پانچ صدی قبل ان کے عظیم اسلاف کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ہے، وہ ان سائنسی علوم سے یکسر دور تھے جس میں آج انھوں نے ترقی حاصل کرلی ہے، ان کے نوجوانوں نے اس کے مبادی کو اسپین کے اسلامی اور عربی سرچشموں سے اخذ کیا تھا، چنانچہ یورپ نے کوشش کی اور جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا ان کی کوشش تیز تر ہوتی گئی، حتی کہ وہ اہل عرب اور ان مسلمانوں پر فائق ہوگئے جو دنیا میں علوم وفنون، طاقت وقوت اور سیاست میں تقریباً چھ سو سال تک نمایاں تھے، اور یہ صورتحال اس وقت پیش آئی تھی جب کہ یورپ جہالت وناخواندگی اور ادبار واضمحلال کی وسیع وعریض وادی میں بھٹک رہا تھا، لیکن اس کے بعد مسلمان علمی زندگی اور عقلی میدان میں اپنی کوشش جاری نہ رکھ سکے اور اپنی غفلت سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

لیکن یورپ نے مسلمانوں کے علم سے جو انھوں نے مسلمانوں کے عہد زریں میں اندلس جاکر حاصل کیا اور آنکھیں کھولیں تو مادی اور سائنسی علوم میں اپنی کوششیں تیز تر کرنے لگا اور اس نے برابر مختلف ادوار میں مسلمانوں کے فضل وکمال پر پردہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی، جب کہ اس کی فوجیں اسلامی فوجوں کے سامنے پے در پے شکست کھا رہی تھیں، اور کمزور وپسپا ہو رہی تھیں۔ اسی وقت سے یورپ مسلمانوں کے تئیں دل میں بغض وعداوت رکھتا ہے اور ان کی طاقتوں کو پاش پاش کر دینے میں دلچسپی دکھاتا ہے، اور ان مسلمانوں کے علاقوں میں فوج کشی کرنے اور ان کے مالوں پر قبضہ جمانے اور ان کی عزت وآبرو کو پامال کرنے اور ان کی اخلاقی وانسانی قدروں کو ختم کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے، چنانچہ اب وہ اسلامی ملکوں پر حملے کرنے لگا ہے، اور اپنے آلات ووسائل اور اپنی خفیہ سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے ان پر اپنی چھاپ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے، جس کی وجہ سے اس نے مشرقی علاقوں میں مسلمانوں کی معنوی طاقت ختم کرنے میں خاصی کامیابی حاصل کرلی ہے، اور اس نے اپنے مقصد تک پہونچنے کے لئے ظلم وزیادتی اور انسانی طاقت کو پامال کرنے اور خود مساوات وجمہوریت کے ان قوانین کو چاک کرنے کا طریقہ اپنایا، جس کی پرزور دعوت اس کے سیاسی لیڈران دے رہے ہیں، وہ اپنی باتوں سے مشرقی اقوام کو انصاف اور جمہوریت کا درس دے رہے ہیں، جب کہ دوسری طرف انھیں کے لوگ جن کے ہاتھ میں حکومت وسیاست ہے ان کی مخالفت کر رہے ہیں، پھر یہی لوگ اپنے علمی اور پرفریب ادبی جائزہ کی راہ سے ان کی تائید کرتے ہیں، لیکن اگر مسلمان اپنی اصل وصحیح فکر کی حفاظت کریں اور اپنے اس نافع موروثی سرمایہ سے فائدہ اٹھائیں، جس نے دراصل ان کے اندر اور ان کے تعاون سے فرزندانِ یورپ میں علمی اور فکری کارکردگی کی قندیلوں کو روشن کیا ہے، تو یہ مسلمانوں کے لئے کوئی زیادہ دشوار بات نہیں، علمی سرمایہ کے محققین اور ان پر ریسرچ (RESOURCE) کرنے والوں کے اعترافات اس کی شہادت دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے علوم وافکار کے بہت سارے نقوش ان جدید انکشافات اور ترقی پذیر علمی تحقیقات میں پائے جاتے ہیں، لیکن یہی یورپ جس نے علمی روشنی کی شعاعیں اسپین اور مشرقی اسلامی شہروں میں ہمارے باکمال اسلاف سے اخذ کی تھیں اس نور کو اپنی مذہبی اور نسلی عصبیت سے ملا دیا، مسلمانوں اور اہل عرب کے ساتھ اس اخلاق سوز آگ کا سلوک کیا جو انسانی اخلاق کو یہ سمجھتے ہوئے خاکستر کرتی ہے کہ یہ محض ایک نور ہے جو انسانیت کو چمک دمک، تراش وخراش، خوشنمائی ودلفریبی عطا کرتا ہے، مشرق والوں اور خصوصاً اہل عرب کے ذہن سے یہ بات نکل چکی ہے کہ وہ لوگ یورپ سے ایسی چیز حاصل کر رہے ہیں جو نور ونار کا مجموعہ ہے، جو ان کے لئے زندگی کے ایک پہلو میں نافع بھی ہے مگر اسی کے ساتھ وہ ان کی انسانی خصوصیات، اسلامی امتیازات کو پژمردہ وبے جان کر رہی ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مغرب کے ان اشیاء سے ہوشیار نہیں ہو رہے ہیں جو ان کے لئے باعثِ نقصان ہیں، لہٰذا اس کو اختیار کرنے میں احتیاط ودانشمندی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، کیونکہ اس کے اندر ایسے مادی وسائل اور ایسے سائنسی انکشافات ہیں جو اس کے اختیار کرنے والوں کے لئے مفید ہیں، اور اس کے اندر ایسے سیکولر (لادینی) فلسفے، غلط افکار اور ایسے طریقۂ کار ہیں جو انسانی اقدار کے لئے نقصان دہ ہیں، جس کو یورپ کے علماء وادباء اور ان کے تعلیمی وتربیتی دونوں میدانوں کے باختصاص مصنفین نے ظلم وزیادتی، جبر واستبداد، ناحق قتل وغارت گری اور کمزور قوموں اور محتاج لوگوں کے ساتھ اپنے سلوک اور ان کو شہر بدر کرنے کی اپنی کوششوں پر دبیز پردہ ڈال کر اپنا رہے ہیں، اور یہ جتا رہے ہیں کہ اس سے ان کا مقصد ان کو صحیح راستہ پر لانا ہے، ہندوستان میں ان کی آزادی کی سعی پیہم کے بعد مسلمانوں کے لاکھوں بچے قتل کئے گئے جو تحریک آزادی مسلمان اور ہندو فوجیوں نے سامراجیوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے اندر برپا کی تھی، چنانچہ سامراجی طاقت نے مالدار، صاحب حیثیت مسلمانوں اور مشہور علمائے دین کو مختلف طریقوں سے پریشان کیا، یا تو قید کی سزا دی، یا جلا وطن کیا، یا موت کے گھاٹ اتار دیا، حتی کہ جس ممتاز مسلمان کو وہ پاتے اس کی جائیداد ضبط کرتے، اس کی املاک تباہ کرتے، اور اس کو دار ورسن کی راہ دکھاتے، اور اس پر گھناؤنے الزامات لگا کر طول طویل مقدمے چلاتے، بالآخر انتہائی ظلم وستم کے بعد اسے قتل کر دیتے، نیز اس طرح ان لوگوں نے مسلمانوں کو تعلیم وترقی کے مواقع سے محروم کر دیا، تاکہ اجتماعی زندگی کے میدان میں ان کا کوئی امتیاز نہ رہے، اور اگر انھیں تعلیم کا موقع دیتے تو اپنے اسی نصاب تعلیم کے ذریعہ جو یوروپین کے مقابلہ میں ان کے اندر احساس کہتری پیدا کرتا، اور مغربی فکر کی برتری اور مشرقی اقدار وخصوصیات کی حقارت پیدا کرتا ہے، مسلمان یورپ کے سائنسی سرچشموں سے استفادہ کی وجہ سے اس پر یقین رکھتے تھے کہ اہل یورپ ہی افضل واعلیٰ، بلند وبالا اور جمہوری وانصاف پرور ہیں، اور مسلمان خاص طور پر عرب مسلمان وحشی ودرندہ صفت جاہل ونادان اور زندگی کے تمام شعبوں میں پچھڑے ہوئے ہیں۔

یورپ نے اپنے اس طریقۂ کار سے ذہن ودماغ کو گمراہ کرنے اور اپنے منافع کے لئے اس کو استعمال کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہوا، اس نے اپنے مکر وفریب سے متحدہ اقوام کے مابین ایک فریق کے خلاف دوسرے فریق کی حمایت کر کے تفرقہ بازی اور عداوت ودشمنی کی آگ بھڑکائی، جس کی وجہ سے عالم اسلام اور خصوصاً عالم عرب کٹے ہوئے اعضاء کے مانند ہوگئے، جس سے مسلمانوں کی شان وشوکت کا خاتمہ ہوگیا، اور اس سے ان کے عقل وخرد میں یورپین اقوام کے سامنے شکست خوردگی، احساس کمتری اور حد سے زیادہ مرعوبیت پیدا ہوگئی، یہ بات مشرقی قوموں میں اور بالخصوص عرب ممالک میں کھلے طور پر سامنے آئی، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ ممالک یورپ کی سرزمین سے قریب ہیں، چنانچہ سامراجی حکومتیں مادی طاقتوں اور اپنی دسیسہ کاریوں سے عرب ممالک سے برسرپیکار ہوئیں، اور وہاں کے باشندوں کے دلوں میں بغض وعداوت، نفرت ودشمنی کے بیج بو دیئے اور جاہلی متعصبانہ قومیت کے جذبات واحساسات کو بھڑکایا، اور ایک حاکم کے تحت رہنے والے لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف سیاسی طور پر عدم رضامندی کے جذبات کو ہوا دی، جس طرح ترکی کی اسلامی حکومت میں پیش آیا کہ وہ حکومت وہاں کے باشندوں کے عقلوں کی گمراہی کے نتیجہ میں ٹکڑیوں میں تقسیم ہوگئی، جو باہم دست وگریباں ہے، جب کہ دوسری طرف شمالی امریکی ریاستیں اپنے باشندوں کے یورپ وافریقہ کے متعدد علاقوں سے نسلی نسبت رکھنے کے باوجود کیپالی سرمایہ، اور معاشی واقتصادی صلاحیت واستعداد سے بھرپور ایک متحد ریاست بن گئی ہیں، اسی طرح روس نے بھی اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ یکسانیت کا عملی نمونہ پیش کیا ہے جبکہ ان کے درمیان بھی زبان، تہذیب وثقافت اور دین ومذہب کا اختلاف ہے، لیکن ایک اسلامی حکومت جو عرب وعجم، ترکی وکردی اقوام پر مشتمل تھی، وہ منقسم ہو کر باہم دست وگریباں ہوگئی، کیونکہ حکومت کے ماتحت رہنے والے

بعض طبقات کو حکومت کی طرف سے حقوق کی تلافی ______ اور ظلم و زیادتی کا احساس ہوا، باوجودیکہ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے بہت سے ظالم و جابر حکمراں آئے اور چلے گئے، لیکن ان کی حکومتیں باقی ہیں، کیونکہ حکومتوں کا اپنے اقوام و ملل اور خاص طور پر کمزوروں کے حقوق میں کوتاہی کرنا یہ تو ظالموں کا شیوہ ہے انھیں عوام کا یہ حق بنتا ہے کہ ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں، پھر مصائب و مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گے، اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی یہ مسائل فی الفور حل نہ ہوں البتہ انتظام و انصرام پر اس کا برا اثر نہیں پڑے گا، اور نہ ہی ملک ٹکڑیوں میں بٹے گا، کیونکہ تھوڑی دیر کے لئے بھی ملک کی تقسیم بہ نسبت افراد یا جماعتی یا نسلی حقوق کی پامالی کے زیادہ ضرر رساں ہے، کیونکہ جب بھی کسی مقام میں ظلم و زیادتی، حق تلفی و ناانصافی ہوتی ہے تو دشمنانِ اسلام موقع کو غنیمت سمجھتے ہیں، یہی بات ممالک عربیہ اور دوسرے اسلامی ممالک اور ہندوستان، اسپین شمالی افریقہ، ایشیائے کوچک کے ممالک، اور جنوبی مغرب میں پیش آئی، کیونکہ ہندوستان میں ظالم و جابر حکمرانوں کے باہمی اختلاف نے سامراجی طاقتوں کے لئے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ اسلامی تشخصات کا خاتمہ کریں، اور تعلیمی، معاشی اور سیاسی میدانوں میں بھی اسلامی طاقتوں کا صفایا کریں، یہ بات اس ہندوستان میں بھی پیش آئی جو اپنے رقبہ کی وسعت اور اسلامی و انسانی علوم کی عظیم خدمت کی وجہ سے کسی اسلامی ملک سے کم نہ تھا، نہ کم تھا اور نہ ہے، حالانکہ اس کی زبان عربی نہیں تھی اور نہ ہی اپنی معاشی و اقتصادی حیثیت میں بھی کسی اسلامی ملک سے کم تھا جس کی کنجی مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی، کیونکہ اس ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد دیگر اسلامی ملکوں سے زیادہ ہے، یہ حقیقت ہے کہ انگریزوں نے اپنی چال بازی و جعل سازی سے ان طاقتوں کے خاتمہ کے لئے قسم قسم کے ہتھکنڈے استعمال کئے، لیکن یہ اللہ کی مشیت نہیں تھی، جس کی وجہ سے ان کی کوشش صدا بصحرا ثابت ہوئی، چنانچہ مسلمان زندہ ہے، اگرچہ کمزوری و پسپائی اور ذلت و خواری کے ساتھ، لیکن ان کا صفایا نہیں ہوا، اب ان میں بیداری اور اٹھان کے آثار آنے لگے ہیں، افریقہ، ایشیا اور یورپ کے مسلم ممالک جو ایک ہی حکومت کے زیر نگیں تھے، وہ ایسی مضبوط اور طاقتور حکومت تھی جس سے دشمنانِ اسلام خوفزدہ تھے، اور وہ ایک ایسی طاقت تھی جو ہر حریف کو چیلنج کرتی تھی، ڈراتی و دھمکاتی تھی، ہر سیاسی مداخلت اور تہذیبی خرابی کو روکنے کی طاقت رکھتی تھی، وہ اس اتحاد کے ختم ہونے کے بعد اس طرح کمزور و پسپا ہو گئے کہ یا دوسرے تمام اسلامی ممالک قعرِ مذلت میں گر گئے، ایسا اس وجہ سے ہوا کہ وہاں کے باشندوں نے نسلی و قبائلی نعروں کو تسلیم کیا جس سے سامراجیت کو آگے بڑھنے میں مدد ملی، اور دلوں میں اس کی اہمیت بھر دی گئی، جب ان پُر فریب نعروں نے اپنا کام کر لیا تو سامراجیت نے اسے اپنی منفعت کے لئے استعمال کیا، اور پہلے جو اسلامی ممالک ایک سیاسی اور فوجی نظام کے ماتحت تھے جیسے ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہوں ان کو چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کیا، جو ایک دوسرے سے قومی بنیاد پر عداوت رکھتے ہیں اور مختلف کشمکشوں کے شکار ہیں، یورپ اپنے اساس پر قائم و دائم رہا، یہی ان ممالک کے درمیان ثالث کی حیثیت رکھتا ہے، بلکہ یہی ان کے سارے معاملات کو سرانجام دیتا ہے، اور اپنے ہی کو ان کا ذمہ دار سمجھتا ہے، چنانچہ اہل عرب کو مجبوراً اس سے راضی ہونا پڑا، کیونکہ سیاسی اتحاد سے الگ ہو کر انھوں نے ہی ان کے لئے صدیوں سے راستہ کو ہموار کیا، لیکن وہ پس پردہ سامراجیت کے ماتحت ہو گئے جس کو استقلال کا نام دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ سامراجیت کے سامنے انھوں نے اس حد تک خود سپردگی کی کہ ان کی حکومتیں اپنی کثرت کے باوجود شکست کھا گئیں، اور اس اسرائیل کے سامنے جھک گئیں جس کو مسلمان اپنے دورِ اقتدار میں ایک بالشت زمین بھی دینے کے لئے تیار نہیں تھے، لیکن اب حال یہ ہے کہ فلسطین کے سربراہ جو اسرائیل کے معاملہ میں ذرا سی تساہلی پر غضبناک ہو جاتے تھے ایک معمولی سی حکومت سے بڑھ کر جو ان کے سیاسی ذمہ دار کی حیثیت سے اس کو حاصل ہو گئی تھی اسے مستقل طور پر تسلیم کرنا پڑا، وہ ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں، ان کی باتوں کو قبول کرتے ہیں اور بالکل اس کے تابع ہو جاتے ہیں، کیا مسلمان اپنے اس تفرقِ و نااتفاقی اور اپنے مختلف قومی نعروں پر عمل پیرا ہونے سے پہلے اس کا تصور کر سکتے تھے، مگر یہ بڑی حقیر و ذلت آمیز صورتِ حال ہے عرب ممالک یورپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اپنی غیرت و حمیت کو کھو دینے اور اپنے دین کے ساتھ بے وفائی کے نتیجہ میں اس سے دوچار ہیں، لیکن یہ ممالک یورپ کی عظمت و بلندی کے قائل ہیں، اور اس سے محبت و دوستی کا ہاتھ بڑھا چکے ہیں، اور اس کے سامنے سرنگوں ہیں، جس نے ان کو زیر کیا، ان کی عزت کو پامال

(باقی صـ ۲۴ پر)

ایسی دلکش آواز جس نے زندگی کا رُخ بدل دیا

• زاہد عبد الرحمٰن

محمد بن سماکؒ فرماتے ہیں کہ بنو امیہ کے لڑکوں میں موسیٰ بن سلیمان الہاشمی بہت ناز پروردہ رئیس تھا، دل کی خواہشات پوری کرنے میں ہر وقت منہمک رہتا، کھانے میں پینے میں، لباس میں، لہو و لعب میں، خواہشات اور لذات کی ہر نوع میں اعلیٰ درجہ پر تھا، لڑکے لڑکیوں میں ہر وقت منہمک رہتا، نہ اس کو کوئی غم تھا نہ فکر، خود بھی نہایت حسین چاند کے ٹکڑے کی طرح سے تھا۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی ہر نوع کی دنیوی نعمت اس پر پوری تھی۔ اس کی آمدنی تین لاکھ تین ہزار دینار (اشرفیاں) سالانہ تھی جو ساری کی ساری اسی لہو و لعب میں خرچ ہوتی تھی۔ ایک اونچا بالاخانہ تھا، جس میں کئی کھڑکیاں تو شارع عام کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ راستے چلنے والوں کے نظارے کرتا۔ اور کئی کھڑکیاں دوسری جانب باغ کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ باغ کی ہوائیں کھاتا خوشبوئیں سونگھتا، اس بالاخانہ میں ایک ہاتھی دانت کا قبہ تھا جو چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا تھا اور سونے کا اس پر جھول تھا اس کے اندر ایک تخت تھا جس پر موتیوں کی چادر تھی اور اس ہاشمی کے سر پر موتیوں کا جڑاؤ عمامہ تھا اس قبہ میں اس کے یار و احباب جمع رہتے، خدام ادب سے پیچھے کھڑے رہتے، سامنے ناچنے گانے والیاں قبہ سے باہر مجتمع رہتیں، جب گانا سننے کو دل چاہتا وہ ستار کی طرف ایک نظر اٹھاتا اور سب حاضر ہو جاتیں اور جب بند کرنا چاہتا ہاتھ سے ستار کی طرف اشارہ کر دیتا گانا بند ہو جاتا، راتوں کو ہمیشہ جب تک نیند نہ آتی یہی شغل رہتا اور جب (شراب کے نشے سے) اس کی عقل جاتی رہتی یاران مجلس اٹھ کر چلے جاتے وہ جونسی لڑکی کو چاہتا پکڑ لیتا اور رات بھر اس کے ساتھ خلوت کرتا، صبح کو وہ شطرنج، چوسر وغیرہ میں مشغول ہو جاتا اس کے سامنے کوئی رنج و غم کی بات کسی کی موت، کسی کی بیماری کا تذکرہ بالکل نہ آتا، اس کی مجلس میں ہر وقت ہنسی اور خوشی کی باتیں، ہنسانے والے قصے اور اسی قسم کے تذکرے رہتے، ہر دن نئی نئی خوشبوئیں جو اسی زمانہ میں کہیں ملتیں وہ روزانہ اس کی مجلس میں آتیں، عمدہ عمدہ خوشبوؤں کے گلدستے وغیرہ حاضر کئے جاتے، اسی حالت میں اس کے ستائیس برس گذر گئے۔

ایک رات کو وہ حسب معمول اپنے قبہ میں تھا دفعۃً اس کے کان میں ایک ایسی سریلی آواز پڑی جو اس کے گانے والوں کی آواز سے بالکل جدا تھی لیکن بڑی دلکش تھی اس کی آواز کان میں پڑتے ہی اس کو بے چین سا کر دیا، اپنے گانے والوں کو بند کر دیا اور قبہ کی کھڑکی سے باہر سر نکال کر اسی آواز کو سننے لگا اور آواز کبھی کان میں پڑ جاتی کبھی بند ہو جاتی اس نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ یہ آواز جس شخص کی آ رہی ہے اس کو پکڑ کے لاؤ، شراب کا دور چل رہا تھا خدام جلدی سے اس آواز کی طرف دوڑے اور اس آواز کو تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچے جہاں ایک جوان نہایت ضعیف بدن، زرد رنگ گردن سوکھی ہوئی، ہونٹوں پر خشکی آئی ہوئی، بال پراگندہ، پیٹ کمر سے لگا ہوا، دو ایسی چھوٹی چھوٹی لنگیاں اس کے بدن پر کہ ان سے کم میں بدن نہ ڈھک سکے مسجد میں کھڑا ہوا اپنے رب کے ساتھ مشغول تلاوت کر رہا تھا یہ لوگ اس کو پکڑ کرے گئے نہ اس سے کچھ کہا نہ بتایا، ایک دم اس کو مسجد سے نکال کر وہاں بالاخانہ پر لے جا کر اس کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور یہ حاضر ہے۔ وہ شراب کے نشے میں کہنے لگا۔ یہ کون شخص ہے، انھوں نے عرض کیا، حضور یہ وہی شخص ہے، جس کی آواز آپ نے سنی تھی، اس نے پوچھا یہ تم اس کو کہاں سے لائے ہو؟ وہ کہنے لگے، حضور! یہ مسجد میں تھا، کھڑا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔

اس رئیس نے اس فقیر سے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ اس نے اعوذ باللہ پڑھ کر یہ آیتیں بتائیں۔

" إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ٥ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ٥ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ ٥ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ۔ (سورہ مطففین)

جن کا ترجمہ یہ ہے۔ بے شک نیک لوگ (جنت کی) بڑی نعمتوں میں ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے ہوئے (جنت کے عجائب) دیکھتے ہوں گے اے مخاطب تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی شادابی و سرسبزی محسوس کرے گا اور ان کے پینے کے لئے خالص شراب سربمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی (ایک دوسرے پر) حرص کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں میں حرص کرنا چاہئے (کہ یہ نعمتیں کس کو زیادہ ملتی ہیں اور ان کا ملنا اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے ان اعمال میں حرص کرنا چاہئے جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوں) اور اس شراب کی آمیزش تسنیم کے پانی سے ہوگی (شراب میں کوئی چیز ملائی جاتی ہے تو اس سے اس کا جوش زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ تسنیم جنت کا) ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پانی پیتے ہیں (یعنی اس چشمہ کا پانی مقرب لوگوں کو تو خالص ملے گا اور نیک لوگوں کی شراب میں تھوڑا سا ملا دیا جائے گا)۔

اس کے بعد اس فقیر نے کہا ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے تیرے اس محل کو تیرے اس بالاخانہ کو، تیرے ان فرشتوں کو ان سے کیا مناسبت، وہ بڑی اونچی مسہریاں ہیں جن پر فرش بچھے ہوئے ہیں، ایسے فرش جو بہت بلند ہیں۔ (الواقعہ ۱) ان کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے (الرحمٰن۔۳) سبز مشجر اور عجیب غریب خوبصورت کپڑوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں (الرحمٰن۔۳) اللہ کا ولی ان مسہریوں پر سے ایسے دو چشموں کو دیکھے گا جو دو باغوں میں جاری ہوں گے۔ (الرحمٰن ۳) ان دونوں باغوں میں ہر قسم کے میوے کی دو قسمیں ہوں گی (کہ ایک ہی قسم کے میوے کے دو مزے ہوں گے) (الرحمٰن ۳) وہ میوے نہ تو ختم ہوں گے نہ ان کی کچھ روک ٹوک ہوگی (جیسا دنیا میں باغ والے توڑنے سے روکتے ہیں) (الواقعہ ع ۱) وہ لوگ پسندیدہ زندگی میں بہت بلند مقام پر جنت میں ہوں گے (الحاقہ ع ۱) ایسی عالی مقام جنت میں ہوں گے جہاں کوئی لغویات نہ سنیں گے، اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اور اس میں اونچے اونچے تخت بچھے ہوں گے آب خورے رکھے ہوئے ہوں گے اور برابر گدے لگے ہوئے ہوں گے اور سب طرف قالین ہی قالین پھیلے ہوئے پڑے ہوں گے (کہ جہاں چاہیے بیٹھیں ساری ہی جگہ صدر نشین ہے) (غاشیہ) وہ لوگ سایوں اور چشموں میں رہتے ہوں گے (والمرسلات۔۲۔) اس جنت کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (کبھی ختم نہ ہوں گے) اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔

یہ تو انجام ہے متقی لوگوں کا، اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (رعد۔ع ۵) وہ کیسی سخت آگ ہوگی (اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے) بے شک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں، وہ عذاب کسی وقت بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ لوگ اس میں مایوس پڑے ہوں گے (زخرف ع ۶) بے شک مجرم لوگ بڑی گمراہی اور (حماقت کے) جنون میں پڑے ہوئے ہیں (ان کو اپنی حماقت اس دن معلوم ہوگی جس دن وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کی آگ لگنے کا (اس میں جلنے کا) مزہ چکھو (قمر ع ۱) وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور کالے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے (واقعہ ع ۱) مجرم آدمی اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو، بیوی کو، بھائی کو اور سارے کنبے کو جن میں رہتا تھا اور تمام روئے زمین کے آدمیوں کو اپنے فدیہ میں دیدے پر کسی طرح عذاب سے بچ جائے لیکن یہ ہرگز ہرگز نہ ہوگا، وہ آگ ایسی شعلہ والی ہے کہ بدن کی کھال تک اتار دے گی اور وہ آگ ایسے شخص کو خود بلائے گی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور (ناحق) مال جمع کیا ہوگا اور اس کو اٹھا کر حفاظت سے رکھا ہوگا (معارج ع ۱) یہ شخص نہایت سخت مشقت میں ہوگا، اور نہایت سخت عذاب میں، اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے غصہ میں ہوگا، اور یہ لوگ اس عذاب سے کبھی نکلنے والے نہیں ہوں گے (اس کلام میں اس فقیر نے جنت اور دوزخ کی بہت سی آیات کی طرف اشارہ کر دیا، جن کی سورت اور رکوع کا حوالہ لکھ دیا گیا، پوری آیات مترجم قرآن شریف سے دیکھی جا سکتی ہیں)۔

وہ ہاشمی رئیس فقیر کا کلام سن کر اپنی جگہ سے اٹھا اور فقیر سے معانقہ کیا اور خوب چلا کر رویا اور اپنے سب اہل مجلس کو کہہ دیا کہ تم چلے جاؤ اور فقیر کو ساتھ لے کر صحن میں گیا اور بورے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی پر توجہ کرتا رہا، اپنی حالت پر روتا رہا، اور فقیر اس کو نصیحت کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی اس نے اپنے سب گناہوں سے اول فقیر کے سامنے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ شانہٗ سے اس کا عہد کیا کہ آئندہ کبھی کوئی گناہ نہ کرے گا پھر دوبارہ دن میں سارے مجمع کے سامنے توبہ کی اور مسجد کا کونہ سنبھال کر اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عبادت میں مشغول ہوگیا، اور اپنا وہ سارا ساز و سامان، مال و متاع سب فروخت کر کے صدقہ کر دیا، اور تمام نوکروں کو موقوف کر دیا، اور جتنی چیزیں ظلم و ستم سے لی تھیں، سب

اہل حقوق کو واپس کیں، غلام اور باندیوں میں سے بہت سے آزاد کئے اور بہت سے فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ کر دی اور موٹا لباس اور جو کی روٹی اختیار کی، تمام رات نماز پڑھتا دن کو روزہ رکھتا، حتیٰ کہ بزرگ اور نیک لوگ اس کے پاس اس کی زیارت کو آنے لگے، اور اتنا مجاہدہ اس نے شروع کر دیا کہ لوگ اس کو اپنے حال پر رحم کھانے کو اور مشقت میں کمی کرنے کی فرمائش کرتے اور اس کو سمجھاتے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نہایت کریم ہیں، وہ تھوڑی محنت پر زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں، مگر وہ کہتا کہ دوستو! میرا حال مجھ ہی کو معلوم ہے، میں نے اپنے مولیٰ کی رات دن نافرمانیاں کی ہیں، بڑے بڑے گناہ کئے ہیں، یہ کہہ کر وہ رونے لگتا اور خوب روتا، اسی حالت میں ننگے پاؤں پیدل حج کو گیا، ایک موٹا کپڑا بدن پر تھا ایک پیالہ اور ایک تھیلا صرف ساتھ تھا، اسی حالت میں مکہ مکرمہ پہونچا، اور حج کے بعد وہیں قیام کر لیا، وہیں انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

مکہ کے قیام میں رات کو حطیم میں جا کر خوب روتا اور گڑگڑاتا اور کہتا کہ میرے مولیٰ میری کتنی خلوتیں ایسی گذر گئیں جن میں میں نے تیرا خیال بھی نہ کیا، میں نے کتنے بڑے بڑے گناہوں سے تیرا مقابلہ کیا، میرے مولیٰ میری نیکیاں ساری کی ساری جاتی رہیں (کہ کچھ بھی نہ کمایا) اور میرے گناہ میرے ساتھ رہ گئے۔ ہلاکت ہے میرے لئے اس دن جس دن تجھ سے ملاقات ہوگی (یعنی مرنے کے بعد) میرے لئے ہلاکت پر ہلاکت ہے یعنی بہت زیادہ ہلاکت ہے اس دن جس دن میرے اعمالنامے کھولے جائیں گے۔ آہ! وہ میری رسوائیوں سے بھرے ہوئے ہوں گے، وہ میرے گناہوں سے پُر ہوں گے، بلکہ تیری ناراضی سے مجھ پر ہلاکت اتر چکی ہے اور تیرا عتاب مجھ پر ہلاکت ہے، جو تیرے ان احسانوں پر ہوگا جو ہمیشہ تو نے مجھ پر کئے اور تیری ان نعمتوں پر ہوگا جن کا ہمیشہ گناہوں سے مقابلہ کیا اور تو میری ساری حرکتوں کو دیکھ رہا تھا، میرے آقا! تیرے سوا میرا کون سا ٹھکانا ہے جہاں بھاگ کر چلا جاؤں، تیرے سوا کون شخص ایسا ہے، جس سے التجا کروں، تیرے سوا کون ہے جس پر کسی قسم کا بھروسہ کروں، میرے آقا، میں اس قابل ہرگز نہیں ہوں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں، البتہ محض تیرے کرم سے، تیری عطا سے، تیرے فضل سے اس کی تمنا کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرما دے اور میرے گناہ معاف کر دے۔

فَاِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔

(فضائل صدقات ج ۲ ص ۵۳۸)

(بقیہ)

مولانا سلیمان صاحبؒ

مولانا سلیمان صاحبؒ اپنے مخلص رفقاء مولانا عبدالرحمٰن صاحب کھرباسنویؒ اور مولانا حسن صاحب حسن پوریؒ کے ساتھ جامعہ نذیریہ کے قائم کرنے میں بہت ہی کامیاب رہے۔ چنانچہ جامعہ سے علماء کی بڑی تعداد تیار ہوئی جن کی کوششوں سے علاقہ کو صحیح دینی رہنمائی میں بڑی مدد ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان فارغین سے بڑا کام لیا۔ اور دور دور تک علم کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ مکاتب کا ایک جال دور دور تک بچھ گیا نیز اس کے علاوہ ایسے ذی استعداد علماء بھی تیار ہوئے، جو مسند حدیث یا زمام اہتمام کے بجا طور پر حقدار ہیں۔

مولانا اپنی خصوصیات کی وجہ سے تبلیغ و دعوت اور معاشرتی اصلاح کے میدان میں ایک کامیاب داعی ثابت ہوئے۔

مولانا نماز تلاوت کثرت ذکر و اذکار اور درود شریف وغیرہ کے معمولات کے بھی بڑے پابند تھے۔

اللہ تعالیٰ مولاناؒ کی روح کو کروٹ کروٹ چین نصیب فرمائے کہ اپنی توانائیوں سے امت کو بالخصوص اپنے علاقے کے لوگوں کو بھرپور نفع پہنچا گئے۔ اور آخر تک اس کی فکر کرتے ہوئے یکم جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲ر اگست سنہ ۲۰۰۰ء کو اپنے پیچھے ایک عظیم ادارہ جامعہ نذیریہ اور اولاد میں مولانا یحییٰ مظاہری اور مولوی قاری موسیٰ اور مولوی سلمان مع سات صاحبزادیوں اور اہلیہ کے نیز جامعہ نذیریہ کے مہتمم مولانا محمد یٰسین مظاہری جن کو مولانا نے خود ہی تیار کیا۔ اور صلاحیت دیکھ کر خود اپنی زندگی ہی میں ان کو اپنا جانشین بنا دیا۔ چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞۔

ذہانت

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں انڈا نہیں کھاؤں گا، پھر قسم کھائی کہ اس میرے دوست کی آستین میں جو بھی چیز ہے ضرور کھاؤں گا۔ دوست نے وہ چیز جب آستین سے نکالی تو وہ چیز انڈا تھا۔ اب وہ حیران ہوا اور فوراً امام اعظمؒ کے پاس حاضر ہوا اور پورا قصہ بیان کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ انڈا مرغی کے نیچے رکھ دو، جب چوزہ نکل آئے تو اسے پکا کر کھا لو تو اس طرح سے قسم نہیں ٹوٹے گی

(خیرات الحسان ص: ۱۰۴)

جمہوریت اور سیکولرزم

نظریہ اور واقعہ کا فرق

از: مولانا سید واضح رشید ندوی ترجمہ: محمد اسجد ندوی

جمہوریت اور سیکولرزم (SECULARISM) موجودہ دنیا کی جدید اور رائج الوقت اصطلاحات ہیں۔ جمہوریت سے مراد عوام یا قوم کی حکومت ہوتی ہے۔ جمہوری نظام میں حکام کا انتخاب عوام کرتے ہیں، اس میں کسی قبیلہ و خاندان یا کسی خاص جماعت کی اجارہ داری نہیں ہوتی اس میں حکومت کے قیام و بقاء کا تمام تر دار و مدار الیکشن پر ہوتا ہے، کچھ ملکوں میں ایسے قوانین ہیں جن کی رو سے ایک حاکم اقتدار میں صرف ایک ٹرم (TERM) یا زیادہ سے زیادہ دو ٹرم ہی تک رہ سکتا ہے اس کے بعد بہر حال اسے منصب سے دستکش ہونا ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ حکام بدلتے ہی رہتے ہیں اور ایسے ہی قوانین میں بھی ترمیم و تنسیخ کا عمل جاری رہتا ہے اور یہ سب کچھ عوام و قوم اور ان کے نمائندوں کی حسب منشا، ہوتا ہے۔

مگر فی زمانہ بہت سی ایسی جمہوریتیں بھی ہیں جن کا عوام و قوم سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے وہاں محدود ترین اور خاص انتخابی طریقہ سے حکام منتخب ہوجاتے ہیں بلکہ عوام پر تھوپ دیئے جاتے ہیں بصورت حال یہ ہوتی ہے کہ انتخابات کے نتائج کے ظہور پذیر ہونے سے قبل ہی نتائج کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ حکام اپنی منشاء کے مطابق عہدوں پہ بحال رہتے ہیں حکومت ان کے ہاتھ میں اور اختیارات ان کے بس میں ہوتے ہیں اور کوئی اس انتخابی مہم میں ان کے روبرو اور دوبدو مقابلہ میں آنے اور چیلنج کرنے کا یارا ابھی نہیں رکھتا،

یہ وہ جمہوریتیں ہیں جہاں پوری طرح سیاسی آزادی مہیا نہیں ہے۔ نہ وہاں آزادانہ الیکشن ہوتے ہیں اور نہ ہی امیدواروں میں آزادانہ مسابقت اور مقابلہ آرائی ہوتی ہے، یہ مصنوعی جمہوریتیں ہیں جو نتیجۃً و عملاً انفرادی حکومتوں اور ڈکٹیٹرشپ سے شمہ برابر بھی مختلف نہیں ہیں اور انھیں کسی بھی طرح جمہوری اور ڈیموکریٹک نظاموں اور حکومتوں میں شامل اور داخل نہیں کیا جاسکتا۔

رہی وہ جمہوریتیں جہاں واقعۃً جمہوری نظام کے تحت تمام شروط و حدود کی رعایت کے ساتھ پوری سیاسی آزادی حاصل ہے۔ ان میں ولایتہائے متحدہ امریکہ، ہندوستان اور وہ تمام ممالک آتے ہیں جہاں پوری آزادی و اختیار کے ساتھ پبلک الیکشن ہوتے ہی امیدواروں میں کانٹے کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی ہر نوع کوششیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ابھی حال ہی میں امریکہ، فلپائن، جرمنی، یوگوسلاویہ اور روس کے صدارتی انتخابات سے نمایاں ہوا ہے جہاں پرانے حکام کے سابقہ منصب پر بحال رہنے کی خواہش و کاوش کے باوجود نئے چہرے حکومت کے لئے سامنے آگئے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی عام طور سے یہی صورتحال دیکھنے میں آتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ملکوں میں انتخابات پوری آزادی رائے کے ساتھ عمل میں آتے ہیں۔ امیدواروں میں گرماگرم مقابلہ پوری آزادی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ممالک حقیقت میں جمہوریت کہلانے کے مستحق ہیں جہاں مختلف سیاسی پارٹیاں سرگرم عمل ہیں۔ نہ وہاں امیدواروں پر کوئی پابندی اور حدبندی ہے نہ ہی ووٹرس پر۔ اور نہ ہی کسی بھی نام سے اور کسی بھی مقصد کے لئے پارٹی سازی اور جماعت کی تشکیل کی راہ میں کوئی رکاوٹ ہے۔

دوسری طرف دنیا میں بعض ایسے جمہوری ممالک بھی ہیں جہاں قانون سازی اور نظام حکومت میں عوام کا اشتراک محدود ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں عوام کو وہ آزادی، اختیارات اور تصرفات حاصل نہیں ہیں۔ جو ہندوستان اور امریکہ وغیرہ کے جمہوری نظام میں مہیا ہیں۔ لیکن اس محدودیت کے باوجود وہاں کا نظام پھر بھی جمہوری ہے، تمام تر حدود و قیود اور خاص طریقۂ انتخاب اور بندشوں کے باوجود وہاں جمہوریت کی خو بو باقی ہے۔ کیونکہ حکام عوام میں سے منتخب ہوتے ہیں اور ایک غیر متعین مدت کیلئے وہاں کسی پارٹی یا خاندان کی حکومت پر اجارہ داری نہیں ہوتی ہے۔

سیکولرزم کی بھی جمہوریت کی طرح متعدد قسمیں اور شکلیں ہیں، سیکولرزم کو دوسرے لفظوں میں لامذہبیت (یعنی حکومت کا تابع مذہب نہ ہونا) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ سیکولرزم فی الواقع حکومت پر کلیسا کے اس تسلط کا ردعمل ہے جو یورپ کے تاریک عہد کی دین تھا۔ سیکولرزم نے انفرادی و شخصی حکومت اور مذہب کلیسہ کی حکومت کا

پوری طرح خاتمہ کردیا۔ اور یہ کارروائی یورپ میں نئی بیداری کے زمانہ کا فیض ہے۔

جمہوریت کے ارتقاء کے ساتھ ہی سیکولرزم کا تصور بھی ارتقائی مراحل طے کرتا گیا۔ اس کی مختلف قسمیں ظہور پذیر ہوئیں۔ اس کی ایک قسم لبرل سیکولرزم ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہے۔ اس نظام میں دین اور حکومت میں باہم کوئی تصادم نہیں ہوتا مگر حکومت دین کے تسلط سے آزاد رہتی ہے۔ نیز وہ دینی امور میں دخل اندازی نہیں کرتی، وہ اکثریتی طبقہ کے مذہبی عقائد کی اور موروثی جذبات و احساسات کا پورا احترام کرتی ہے اور مذہبی اقلیتوں کو ان کے تشخص اور وجود کی حفاظت کا اور ان کی حیثیت اور اہمیت کے بقاء کے تمام حقوق دیتی ہے اور پوری ضمانت دیتی ہے۔ اکثر یوروپی ممالک میں اس لبرل سیکولرزم کے مطابق عمل جاری ہے اور نتیجۃً حکومت اور کلیسہ کے مابین وہاں کوئی تصادم اور ٹکراؤ کی صورت نہیں نظر آتی۔ دونوں کے باہمی تعلقات استوار اور ہمدردانہ ہیں' باہمی تعاون کی بھی فضا ہے کلیسہ اپنی شاخوں اور شعبوں کے ساتھ پورے زور و شور سے مبشرین (مشنری مبلغین) کی تعلیم و تربیت میں اور ان کو تبلیغ کیلئے دوسرے ملکوں میں بھیجنے کے کام میں معاون ہے۔ نیز مختلف اقتصادی، تعلیمی اور انسانی تنظیموں اور اداروں کی نگرانی بھی کررہا ہے لیکن وہ حکومت کے نظام میں دخل نہیں دیتا۔ نہ حکومت اس مذہب کو سیکولر نظام کیلئے کوئی خطرہ باور کرتی ہے اور نہ ہی وہ راہب مردوں و عورتوں کو ملک کے کلچر و تہذیب کے حق میں مضرت رساں تصور کرتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کلیسہ کی یہ ساری کارگزاریاں پس پردہ حکومت کے اداروں کے تعاون سے جاری ہیں۔

فی الوقت پورے عالم کی عیسائی مشنری تنظیموں اور اداروں کی سرگرمیوں کی جو رپورٹیں منظر عام پر آرہی ہیں اور یورپ کی سیکولر حکومتیں پوپ کو جو عزت و اہمیت دے رہی ہیں ان کی روشنی میں یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ بالواسطہ طور پر (مغربی) حکومتی ادارے ان مشنریوں کی مدد ضرور کررہے ہیں۔

پوپ بار بار اعلان کرتے رہے ہیں کہ دوسرے ہزاریے کے آخر میں افریقہ کو مسیحی افریقہ میں تبدیل کردیا جائے گا۔ اس بیان پر کسی کا احتجاج سامنے نہیں آیا، نہ اس اعلان کو دہشت گردی — اصولیت — اور قدامت پسندی کہا گیا اور نہ ہی اسے تہذیب و کلچر کے خلاف سمجھا گیا۔ یہ تنظیمیں افریقہ اور ایشیا میں جابجا موجود ہیں اور ان کا دائرہ وسیع ہورہا ہے، افریقہ کے بعد انڈونیشیا عیسائی مشنری کی سرگرمیوں — کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یورپی سیکولر حکومتیں ان مشنری منصوبوں اور مقاصد اور طریقہ کار کا پورا تعاون کررہی ہیں اور عالمی پیمانہ پر عیسائیوں کے مفاد (CAUSE) کیلئے کوشاں ہیں ان حکومتوں کا کوئی وزیر دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بسنے والے عیسائیوں کی حمایت میں بیان جاری کرنے میں کوئی تردد نہیں کرتا۔

مسیحیوں کے مسائل سے اس قدر دلچسپی اور وابستگی اور مغربی سیکولر حکومتوں کی طرفداری کا اظہار جزیرۂ تیمور اور وہاں ہونے والے مسلم و عیسائی تصادم کے مسئلہ پر یورپ کے خصوصی التفات سے ہوتا ہے

یوروپی حکومتیں اسلام اور مسلمانوں سے نفرت وعداوت اور مسیحی مذہبی اثرات سے متاثر ہوکر اسلامی تحریکات کی مخالفت اور بیخ کنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ ان دشمنانہ اور منتقمانہ کارروائیوں کے پس پردہ جو حقیقت کارفرما ہے وہ یہ کہ تحریک اسلامی وسائل کی نافراوانی اور ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ اور میڈیا، تعلیم اور خدمت انسانی کے اعلیٰ وسائل پہلو تہی نایاب نہ ہونے کے باوجود دلوں کو فتح کرتی اور عقلوں کو مسخر کرتی جارہی ہے۔ یورپ میں اسلام تیزروی سے اپنے سفر پر گامزن ہے۔ اسلامی بیداری روزافزوں ہے اور قبول اسلام کا دائرہ بڑھتا جارہا ہے۔ اسی کا ردعمل ہے جو یورپ اسلام کے خلاف اپنے حملے تیز تر کررہا ہے اور مخالفانہ مہم میں تمام یوروپی حکومتیں برابر کی حصہ دار اور مددگار ہیں اور اس کیلئے سیاسی اختلافات بھی بالائے طاق رکھ دیئے گئے ہیں۔ روس اور امریکہ میں باہم زبردست طویل ترین سیاسی اختلاف کے باوجود اسلام مخالف منصوبوں اور کارروائیوں میں جو اشتراک و تعاون پایا جارہا ہے اس سے ان کی ذہنیت اور مسیحیت سے تعلق کا اندازہ ہوسکتا ہے

یہ مشنری تنظیمیں بے پناہ وسائل کی مالک ہیں، کروڑوں ڈالر کی رقم لاکھوں مبلغین اور مشنری ورکرس اور رضاکاروں کے مصارف کیلئے مختص ہے۔ کشتیاں، بحری جہاز فضائی طیارے، حمل و نقل اور مواصلات کے اعلیٰ وسائل، مصنوعی چاند، ریڈیو اسٹیشن، ٹی وی اسٹیشن کیا کچھ ان کے پاس نہیں ہے؟۔

یورپ کی سیکولر حکومتوں کے میڈیائی پروگراموں میں مذہبی مواد کو نشر کرنے کے خاص اوقات مقرر ہیں اور اسے سیکولر نظام کے منافی تصور نہیں کیا جاتا۔

ایک حد تک یہی رجحان ہندوستان میں ہے، ہندوستانی سیکولر حکومت کا پورا جھکاؤ اکثریتی طبقہ کے مذہبی اقدار کی طرف ہے۔

جس طرح یورپ مسیحیت کی گود میں بیٹھا ہوا ہے اسی طرح ہندوستان اُن انتہا پسند ہندو تنظیموں کے حق میں بڑا نرم اور لچکدار رویّہ اور موقف رکھتا ہے، جو ہندو دیومالا (MYTHOLOGY) ہندو احیائیت (REVIVALISM)۔ اور پورے ملک کو ہندو راشٹر بنانے کی مہم میں لگی ہیں اور آئے دن تشدد و فرقہ واریت کی آگ بھڑکا رہی ہیں۔

بعض ہندو تنظیمیں جن کا حکومت ہند سے براہِ راست گہرا ربط ہے ہندوستان کو جلد ہی ہندو راشٹر میں تبدیل کردینے کا اعلان کر رہی ہیں، اور ان کے ممبران کو مسلمانوں اور مسیحیوں کے خلاف زہریلے بیانات دینے اور غلط ریمارک پاس کرنے میں ذرا سا بھی باک نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ برملا یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اگر مسلمان اور عیسائی ہندو مذہب قبول کرنے یا ہندو نے کلچر میں پوری طرح ضم (MIX) ہونے پر راضی نہیں ہوتے تو انہیں ہندوستان چھوڑ کر چلا جانا چاہیے، دوسری طرف قرآن کریم کی تلاوت، اور لاؤڈ اسپیکر سے اذان پر پابندی، تاریخی یادگار قدیم مساجد پر قبضہ و تملہ، اسلامی مدارس کو بند کرنے اور اسلامی تحریکات پر پابندی عائد کرنے کے مطالبے زور پکڑ رہے ہیں۔ اور جگہ جگہ انہیں عملی شکل دینے کی کوششیں بھی جاری ہیں اور حکومت انکی مذمت نہیں کرتی اور کوئی اقدام کرتی ہے

یہ صورتحال بڑی افسوسناک اور المناک ہے کہ ہندوستان میں ہندو مذہب کے علاوہ دیگر مذاہب کے لئے دل میں عداوت و نفرت کے جذبات کو مختلف تنظیمات کی طرف سے ہوا دی جارہی ہے، ان تنظیموں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، ہندو مذہب کی حفاظت کے نام سے وسیع پیمانے پر سلبی کارروائیاں ہو رہی ہیں اور رضاکاروں کو ہتھیار کے استعمال کرنے کی مشق کرائی جارہی ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ یہ ساری کارگذاریاں برملا پبلک میدانوں، سرکاری پارکوں، اسٹیڈیم اور سرکاری عمارتوں کے لان میں کھلے عام انجام پارہی ہیں، حکومت کے وزراء ان پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں اور اخباروں میں اس کی اطلاعات شائع ہوتی ہیں، دوسری طرف اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیز کے نصاب تعلیم میں ترمیم، حتّی کہ نئی تاریخ کی تصنیف کا عمل بھی چل رہا ہے، اور اس میں صرف اکثریت کے مذہبی تصور کو رائج اور عام کرنے کی خواہش دخیل ہے اس کے ساتھ ساتھ یورپی حکومتوں کی حوصلہ افزائی اور مدد سے اسلامی اصولیت کے خلاف مہم بھی جاری ہے اور مدرسوں مسجدوں اور دینی تحریکوں کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں۔ اسلامی بیداری کے مقابلہ، مزعومہ اسلامی دہشت گردی کے خاتمہ، اس مزعومہ دہشت گردی کے سوتوں کو خشک کرنے کا کام عالمی پیمانہ پر بڑے شد و مد سے جاری ہے

یہ وہ سیکولرزم ہے جس میں حکومت اکثریت کے مذہب کی مکمل نمائندہ اور مؤید ہوتی ہے مگر ساتھ ہی اقلیتوں کے حقوق و اقدار کی ضمانت کا دعویٰ بھی کرتی ہے، چنانچہ اقلیات اپنے قانونی حقوق کے ساتھ اس نظام میں رہتی ہیں لیکن اکثریت و اقلیت کا فرق فطری ہے جو بڑا نمایاں رہتا ہے،

سیکولرزم کی ایک دوسری قسم اشتراکی سیکولرزم ہے۔ اشتراکیت پوری طرح دین دشمن اور مذہب مخالف ہوتی ہے۔ اور تمام مذاہب سے اس کا مقابلہ رہتا ہے۔

سیکولرزم کی ایک اور قسم ہے جو بعض اسلامی ملکوں میں رائج ہے، اس میں سر فہرست ترکی کی کمال اتاترک کی سیکولر حکومت آتی ہے۔ جو صرف مذہب اسلام سے عناد رکھتی ہے یہ سیکولرزم کی عجیب وغریب قسم ہے جو صرف عالم اسلام میں پائی جاتی ہے۔ اور جس نے اپنے کو یا اپنے اسلام مخالف لشکرے پوری طرح جوڑ رکھا ہے۔ اس سیکولرزم میں دوسرے مذاہب کو تو پورے حقوق ملتے ہیں۔ حفاظت کی گارنٹی ہوتی ہے پر مسلمان ۔ جو اکثریت میں ہوتے ہیں۔ ان حقوق سے بالکل بہرہ مند اور لطف اندوز نہیں ہوسکتے۔ بلکہ ہر اسلامی عمل خیانت اور غدر باور کیا جاتا ہے۔ ترکی میں کمالی بغاوت کے بعد ____ اور وسطی ایشیا کی اسلامی جمہوریاؤں نیز دوسرے عرب ملکوں میں اشتراکی بغاوت کے بعد سیکولرزم کے نام پر اسلامی تشخصوں کے خلاف بڑی سخت گیر کارروائیاں ہوئی ہیں۔ اسلامی شخصیات کا صفایا ہوا ہے، جلاوطن کیا گیا ہے، بھاگنے پر مجبور کیا گیا ہے، دینی مذہبی مواد ضبط کیا گیا۔ الحاد و لادینی کا فروغ ہوا۔ اسلام کی تعلیمات و نظام پر لعن طعن، مقدساتِ اسلامیہ کی بے حرمتی اور پامالی اور سیکولرزم کے نام پر قائم حکومتوں کی مکمل تائید و تعاون جیسی سرگرمیاں اب بھی جاری رہیں۔

یہ سخت گیر اقدامات ترکی اور بعض دیگر عرب ملکوں میں ہنوز جاری ہیں، جہاں دینی تحریکات و مدارس، تعلیمی مواد وغیرہ پر پابندی لگائی جارہی ہے وہیں دوسرے ملکوں میں اسلامی پروجیکٹس کی سرمایہ کاری پر بھی پابندیاں عائد کی جارہی ہیں۔

اس منفی (NEGATIVE) سیکولرزم سے ربط و تعلق ہی کا نتیجہ ہے جو یہ حکومتیں دنیا میں اسلامی مسائل کے حل اور تعاون سے گریزاں ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک ہی میں اسلامی تحریکات کے خلاف سخت کارروائیاں دشمنانِ اسلام کیلئے حوصلہ افزا ثابت ہو رہی ہیں۔ اور وہ بہ بانگِ دہل اپنے ملکوں میں اسلامی اقلیتوں کے قلع قمع کی پوری کوشش کررہے ہیں اور مسلمانوں کے تئیں ان کا موقف بالکل

متعصبانہ اور وحشیانہ ہوتا جارہا ہے۔

اسلامی اکثریت کے تئیں۔ اسلامی حکومتوں کا یہ موقف اور رویّہ یورپ میں رائج جمہوریت اور سیکولرزم کی شرائط سے پوری طرح مزاحم و مخالف ہے۔ جمہوریت کے معنی یہ ہیں کہ قوم اور عوام کی حکومت ہو، جس میں نہ فرد مسلط ہو اور نہ کوئی جماعت، جس میں قوم پورے حقوق سے بہرہ مند ہو۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے معاہدہ کا دارومدار جمہوری بنیاد پر ہے۔

سیکولرزم سے مراد حکومت کی لامذہبیت ہے اس میں حکومت کسی مذہب کی تابع اور پابند نہیں ہوتی اور نہ مخالف، اس لحاظ سے وہ ممالک جہاں حکومتیں اپنی اکثریت سے دست و گریباں ہوں اور اس کے مذہبی، عقائدی اور تہذیبی حقوق کی راہ میں حائل ہوں۔ انہیں نہ تو جمہوریت کے خانہ میں فٹ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ سیکولرزم کے مصداق بن سکتے ہیں۔ پھر ان کے اقدامات ان تہذیبی اقدار کے بھی خلاف ہیں جن کی دعوت یورپ نے دی۔ اور متمدن ملکوں نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ اور یورپ کے شانہ بشانہ ان تہذیبی اقدار کی پاسداری کرتے رہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بعض مسلم ممالک میں یورپ کے دباؤ یا اشتراکی نظریہ کے اثر سے اکثریت مخالف فضا پنپ رہی ہے اور ہوسِ اقتدار وجاہ، اور خواہشِ مال و منصب نے ان کو دینی قدروں سے غافل کر دیا ہے، جن پر ہماری فلاح و نجات کا سارا دارومدار ہے اور جن سے سرمو انحراف بھی ہمارے لئے خسارہ کا سودا ہے۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥ اور وہاں عوام اور حکومتوں کے درمیان تصادم کا یہی اصلی سبب ہے۔

...

کل ہند تحریکِ پیامِ انسانیت کی جانب سے ایک اہم اپیل

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ نے اپنی حیات میں غیر مسلموں سے رابطے کی ایک منظم مہم کا آغاز کیا تھا جو آگے چل کر ایک کل ہند تحریک پیام انسانیت جیسی فعّال اور پُر اثر تحریک میں تبدیل ہوگئی۔

اس تحریک کے ذمہ داروں نے حال ہی میں یہ طے کیا ہے کہ ملک کے غیر مسلم عوام کو مخاطب کرنے کیلئے اور ان سے رابطہ قائم کرنے کیلئے جو اور طریقہ اختیار کئے جائیں ان میں سے ایک یہ بھی ہو کہ آج تک ملک بھر کے جن چھوٹے بڑے شہروں میں تحریکِ پیام انسانیت کے اجلاس، ڈائیلاگ، سمینار، سمپوزیم اور ریلیاں منعقد کی گئی ہیں اور ان میں غیر مسلموں نے مولانا کی ذات و شخصیت اور تحریک کیلئے جو تقریریں کی ہیں، ان کی اخباری رپورٹنگ، آڈیو ویڈیو کیسٹ تصاویر کتابچے، پمفلٹ، اور روداد وغیرہ سے متعلق جو کچھ بھی مواد ہو، قیمتاً یا ہدیۃً براہ کرم اپنی اولین فرصت میں مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں، تاکہ انہیں ترتیب دے کر ایک مستقل کتاب کی شکل دے دی جائے، اس سے ایک عظیم سرمایہ محفوظ بھی ہو جائے گا۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے ایک لائحہ عمل بھی مرتب ہو جائے گا یاد رہے کہ یہ کتاب صرف انگریزی اور ہندی میں شائع کی جائے گی اور اس میں صرف غیر مسلموں کو مخاطب کرنے والے مضامین کو جمع کیا جائے گا۔ آپ چاہیں تو مواد اردو میں بھی بھجوا سکتے ہیں۔

والسلام
اسحاق حسنی

پتہ: کل ہند تحریکِ پیامِ انسانیت، پوسٹ بکس ۹۳، ندوۃ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ (یوپی)

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون نمبر ۳۴۴۴۵
محمد لیسین محمد یامین تاجرانِ عطر
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی

تاریکی سے روشنی کی طرف

فوزی مہدی نے کیسے اسلام قبول کرلیا؟

تحریر: سعید عبد الستار
ترجمہ: مسعود حسن حسنی ندوی

جب کسی انسان پر دین حق کی کرنیں پڑتی ہیں۔ اور اس کے دل پر سے ظلمت کا زنگ چھٹ جاتا ہے تو پھر اس کا نفس مضطرب ہو کر اپنی حقیقت اور پھر اپنے خالق کے بارے میں سؤالات کرنے لگتا ہے اور جب وحدانیت اس پر عیاں ہو جاتی ہے تو وہ فوراً پکار اٹھتا ہے "میں اللہ پر ایمان لایا جو سارے جہان کا پالنہار ہے"

فوزی صبحی سمعان کا بھی یہی حال ہوا کہ انھوں نے صلیب اور تثلیث کے عقیدہ سے بغاوت کر کے نصرانیت کا خول اتار پھینکا اور اسلام کی قربت اختیار کرلی، اسلام سے قریب ہونے میں جو چیز ان کی معاون ثابت ہوئی وہ اللہ کی کتاب اور اس کی تلاوت ہے۔ ان کو بعض سورتیں اور آیات بچپن ہی سے یاد تھیں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ وہ پندرہ سال کے تھے، اور یہ فوزی سمعان اب اسلامی داعی فوزی مہدی ہیں، وہ جدہ میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں، میں نے ان سے ملاقات کی اور ان کے اسلام قبول کرنے اور ان کی نشو و نما کے سلسلہ میں کچھ سؤالات کئے۔

میں نے ان کی سابقہ زندگی اور موجودہ زندگی کے بارے میں دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا میرا پیدائشی نام "فوزی صبحی سمعان الیس" تھا، اور اسلام لانے کے وقت میری عمر ۲۵ سال تھی۔ میرا موجودہ نام "فوزی صبحی عبد الرحمن المہدی" ہے اس وقت میری عمر چالیس سال ہے۔

سوال:۔ اسلام لانے سے قبل آپ کی کیا مشغولیت تھی؟

جواب:۔ میں جسمانی تربیت کا مدرس تھا اب قرآن اور اس کے علوم کا مدرس ہوں (اور اس پر تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہان کا پالنہار ہے) اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ہدایت دی۔

سوال:۔ کیا آپ قرآن کریم کے حافظ بھی ہیں؟

جواب:۔ ہاں میں قرآن کریم کو مکمل حفظ کر چکا ہوں، حتیٰ کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی میں قرآن کریم کا زیادہ حصہ یاد کر چکا تھا، اور یہ اللہ کا مجھ پر فضل ہے اور میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اس پر مجھے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو چیز معلوم ہے اس پر جو عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا کرے گا جو اسے نہیں معلوم"۔

سوال:۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کے کیا اسباب ہیں؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "جس کو اللہ تعالیٰ راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسلام کیلئے اس کا سینہ کھول دیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ "وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ" ترجمہ تم پر جو بھی نعمتیں ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں، اور ارشاد ربانی ہے "قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔

اسلام نور ہے اللہ تعالیٰ جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے

رہا اسباب کا معاملہ تو وہ یہ ہیں کہ جب کبھی میں گرجا گیا میں نے پادری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح مخاطب کرتے ہوئے اور آواز دیتے ہوئے سُنا جیسے کہ وہ ہی اللہ ہوں پادری کہتا ہے (اور اسی طرح جو بھی گرجا میں ہوتا وہ اس طرح مخاطب ہوتا) "یا الٰہنا مخلصنا و ربنا یسوع المسیح اغفر لنا" اے ہمارے معبود، ہمارے مخلص اور ہمارے رب یسوع مسیح ہماری مغفرت فرما"۔

مجھے اس پر تعجب ہوتا تھا کہ وہ کلیسا میں اس طرح کہتے ہیں اور یہ کہ مسیح کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں اور یہ چیز تکوین الٰہی کے مخالف ہے، پھر ان کا کہنا ہے کہ مسیح انتقال فرما چکے ہیں اور تیسرے دن اموات کے درمیان سے کھڑے ہوں گے اگر وہ معبود ہیں جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں تو کائنات کا نظام کیسے چل رہا ہے جبکہ مسیح قبر میں ہیں۔ اور کیا خدا کو بھی موت آتی ہے؟

یہ بنیادی سبب ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں مثلاً "اعتراف گناہ کا طریقہ" میں دیکھتا تھا کہ لوگ اس کو سات گرجاؤں کے رازوں میں سے ایک راز مانتے ہیں، اور اعتراف کا مطلب یہ ہے کہ توبہ کرنے والے نصرانی پر ضروری ہے کہ وہ بند کمرے میں پادری سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے پھر پادری اس کے سر پر صلیب رکھ کر کچھ کلمات کا ورد کرے گا۔ پھر اس سے کہے گا جاؤ تمہارے سارے گناہ معاف ہو گئے۔

فطرت کا راستہ

سوال:۔ آپ کیسے اسلام لائے؟

جواب:۔ کلیسا میں جو کچھ میں نے دیکھا جب میرے دل نے اسے قبول نہیں کیا تو پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے جو کہ تنہا اور یکتا ہے بے نیاز ہے دعا کی کہ مجھے حق دکھا دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حق کو عیاں کر دیا اور مجھے ہدایت سے سرفراز فرمایا۔

جہاں تک اس راستہ کا تعلق ہے جس نے اسلام کی طرف رہنمائی کی وہ یہ ہے کہ میرے دل میں حق و باطل کے درمیان معرکہ جاری تھا۔ اور اس معرکہ کے دوران میرے ذہن میں جو سؤالات پیدا ہوتے ان کا جواب مجھے قرآن میں مل جاتا تھا جس سے میں مطمئن ہو جاتا۔

سوال:۔ اسلام قبول کرتے وقت کیا آپ کو کچھ مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا؟

جواب:۔ ہاں اپنے بھائیوں، رشتہ داروں اور کلیسا کے پادریوں کی طرف سے بہت سی مشکلات مجھے پیش آئیں لیکن مجھے یقین تھا کہ اللہ رب العزت ضرور ان لوگوں کی مدافعت فرمائیں گے، جو ایمان لائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میرے نئے معاملہ کو آسان فرما دیا، اور میری مدد فرمائی اس میں اس کی جتنی بھی حمد و ثنا بیان کروں کم ہے۔

سوال:۔ اسلام کی وجہ سے گھر والوں سے آپ کے تعلق کی کیا نوعیت ہے؟

جواب:۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں ان لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی کا معاملہ روا رکھتا تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دے اور ایسا ہی ہوا۔

الحمد للہ میری بہن جو مجھ سے چھ مہینہ چھوٹی ہے اس نے اسلام قبول کر لیا، اور اس کے تین مہینہ کے بعد ہی میرے والد صاحب نے بھی اسلام کو گلے سے لگا لیا۔

رہا اسلام قبول کرنے کے بعد کا معاملہ تو میری تو بہت کوشش ہے کہ میں اپنے بھائیوں اور اہل خاندان سے ملوں لیکن کلیسا کے پادریوں نے انہیں بہت ڈرایا اور دھمکایا ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ سے قطع تعلق کئے ہوئے ہیں۔

اس لئے کہ پادریوں کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ جو بھی قرآن سُنے گا وہ نصرانیت کے سلسلے میں شک اور تذبذب میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور یہ شک اور تذبذب اسلام کی طرف چلنے کی ابتداء ہے۔

سوال:۔ کتنی مدت میں آپ نے قرآن کریم یاد کیا؟

جواب:۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تین سال کی مدت میں میں نے قرآن کریم اس کے احکام کے ساتھ یاد کر لیا۔ میں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں، اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ بے شک وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

فاطمہ و رقیہ

سوال:۔ کیا آپ شادی شدہ ہیں؟

جواب:۔ ہاں! اسلام قبول کرنے کے چھ سال بعد ایک مسلمان خاتون سے میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گیا۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے نوازا جن میں عبد الرحمن ہیں ان کی کنیت ابو سہیل ہے اور فاطمہ ہیں جن کی کنیت اُم سلمہ ہے اور رقیہ ہیں ان کی کنیت اُم عمیر اور زینب ہیں ان کی کنیت اُم عمارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے میرے بیٹے عبد الرحمن کو بھی قرآن کریم یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور بقیہ یاد کرنے کی طرف مسلسل ان کا قدم رواں دواں ہے اور یہی حال ان کی بہنوں کا ہے۔

میری بہن جنہوں نے میرے اسلام قبول کرنے کے چھ مہینہ کے بعد اسلام قبول کیا قرآن کریم تجوید کے اصول و ضوابط کو مستحضر رکھتے ہوئے یاد کر لیا ہے۔ اور فی الحال وہ قطر میں مقیم ہے اور وہاں دعوت و تبلیغ کے فرائض کے انجام دہی میں مشغول ہے۔

اللہ کا فضل ہے اور اس کی رحمت ہے کہ میں اپنی اور اولاد کی بقدر استطاعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تربیت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَاتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ"۔ یہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ وہ سب میرے ساتھ ہیں، فجر کی نماز پڑھتے ہیں اور باقی نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں

دعوت و تبلیغ کا طریقۂ کار

سوال:۔ آپ کی نظر میں دعوت الی اللہ کا کیا طریقۂ کار ہونا چاہیئے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا۔ "اِذْهَبَا اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُوْلَا لَهٗ

قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی (سورہ طٰہٰ) (دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو نرمی کا حکم دیا. اور یہ حکم دیا کہ ملک مصر جاکر فرعون کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور یہ کام قول حسن (نرم گفتگو) کے ذریعہ انجام دیں (یعنی نرم لہجہ اور اچھے ڈھنگ سے ہو) اور ایسی دلیل کے ذریعہ ہو جو عقل کیلئے راستہ کو روشن کردے (یعنی ایسی دلیل دی جائے جس سے آدمی مطمئن ہوجائے اور وہ راستہ کو اختیار کرے) اس کے سامنے راستہ کی رہنمائی کے ساتھ بھلی چیز کی محبت کا اظہار ہو جو نفس کو پاک کردے۔ اور اخروی سعادت کا سبب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول کے ذریعہ اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہے ارشاد ہے۔ "فقل ھل لک الی ان تزکی واھدیک الی ربک فتخشی" (سورۃ النازعات ۱۹) اور اس سے کہو کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہوجائے اور میں تجھے تیرے پروردگار کا راستہ بتاؤں تاکہ تجھ کو خوف پیدا ہو) جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ونبی کو یہ حکم دیا کہ دعوت الی اللہ کا جو طریقہ ہونا چاہئے وہ یہ ہو کہ نرم بات کہی جائے اس میں خشونت نہ ہو، جب نبیوں اور رسولوں کو دعوت الی اللہ کا یہ طریقہ بتا دیا گیا ہے کہ دعوت دینے میں نرم بات، نرم لہجہ اختیار کیا جائے جس میں خشونت نہ ہو تکبر نہ ہو) تو نبیوں اور رسولوں کے علاوہ کون ہو سکتا ہے جس کی لوگوں کو مخاطب کرنے میں اور لوگوں کو امر بالمعروف کرنے میں اتباع کی جائے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا "وقولوا للناس حسنا" لوگوں سے اچھے انداز میں بات کرو" (تو اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں اور رسولوں کا جو لوگوں کو مخاطب کرنے کا طریقہ ہے بس وہی قابل اتباع ہے)

اس آیت میں داعی الی اللہ کو اور لوگوں کو خیر کی دعوت دینے والے اور ان سے محبت کرنے والے کو متوجہ کیا گیا ہے کہ یہ حق کو تسلیم کرلیں جس پر ایمان لائے ہیں اور عمل صالح کی تیاری کرلیں. تاکہ جہنم کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرسکیں چنانچہ یہ آیت اچھے اخلاق پر ابھار رہی ہے، اس میں داعی کو لوگوں سے نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ معاملہ یکساں طور پر تمام لوگوں سے ہونا چاہئے۔ چاہے آدمی نیک ہو یا بد ہو، سنت پر عمل پیرا شخص ہو یا بدعتی ہو لیکن مداہنت سے اجتناب کرے. باطل کا اقرار نہ کرے بلکہ اس کا انکار کرے، اہل باطل سے اس طرح نہ گفتگو کرے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ (داعی) اس کے مذہب پر راضی ہے (اس کے مذہب کو صحیح سمجھ رہا ہے بلکہ حق بات کہے باطل کا رد کرے باطل کے سلسلہ میں نرم کلامی نہ کرے) داعی کسی بھی زمانہ میں ہو چاہے وہ کتنے ہی اونچے مرتبہ پر فائز ہوجائے، موسیٰؑ و ہارونؑ علیہما السلام سے افضل نہیں ہو سکتا۔

اور فاجر کا فسق (گناہگار کا گناہ) خواہ کتنا ہی بڑھ جائے۔ لیکن وہ موسیٰؑ کے فرعون سے خبیث نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون سے نرمی سے پیش آنے کو کہا، نرمی کا مطلب ہے کہ حق کو دلیل سے واضح کردیا جائے اور باطل کا دلیل سے اور اس کی توضیحات سے رد کردیا جائے، اور لوگوں سے نرمی کا اظہار کیا جائے۔ اور لوگوں میں راہ نجات پر چلنے کا شوق پیدا کیا جائے۔ اور یہ باور (محسوس) کرایا جائے کہ ان سے خیر کی بات کہی جارہی ہے اور اس میں ان کا فائدہ ہے اور خیر حق کی اتباع اور باطل سے دور رہنے میں ہے۔

حکمت اور صحیح روش

داعیوں کو جس اسلوب کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کی پابندی کرنا ہی ان کیلئے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین (سورہ نحل آیت: ۱۲۵)

ترجمہ: "اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت کے ذریعہ اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو، جو اس کے رستے سے بھٹک گیا۔ تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے"۔

اس آیت میں دعوت کی جن صفات اور طریقہ کا بیان ہے داعی کو انھیں اختیار کرنا چاہئے۔

حکمت کے سلسلے میں مفسرین کا کہنا ہے کہ جس نے بغیر دلیل کے کوئی راستہ اپنایا وہ گمراہ ہوا۔ اور جس نے بغیر اصل کے کسی چیز کو اختیار کیا وہ راہ راست سے پھر گیا۔ لوگوں کی رہنمائی کرنے والے اور اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والے کی دلیل اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی وجہ سے داعی کیلئے بقدر ضرورت قرآن کو یاد کرنا. تلاوت اچھی طرح کرنا، معانی پر غور وفکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے احکام کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے پابندی سے اس کا پڑھنا ضروری ہے، اور داعی کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ صحیح احادیث کی طرف رجوع کرے اور اس میں گہرائی پیدا کرے، اس لئے کہ احادیث قرآن کی تفسیر ہیں اور قرآن کے احکامات کو واضح کرنے والی اور اس کے مجملات کی تفصیل کرنے

والی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نیز خلفاء راشدین وسلف صالحین کی حسب استطاعت سیرت کا مطالعہ کرنا بھی داعی کے لئے ضروری ہے۔ طالب علم، داعی، خطیب، گفتگو کرنے والا۔ وعظ ونصیحت کرنے والا۔ عبادات معاملات، اور شریعت کے اسرار ورموز کے علم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اس میں شک نہیں کہ تفسیر وحدیث کی کتابوں سے رابطہ رکھنا اس سلسلہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے لیکن فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا۔ اور علم کی مجالس میں حاضر ہونا. اہل علم سے ان معاملات میں سوال کرنا جس سے ناواقف ہے اور دینی امور سے واقفیت حاصل کرنے کا شوق بھی ضروری ہے۔

حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وارد ہوا ہے کہ "جس سے سوال کیا گیا اور بغیر علم کے اس نے جواب دیا تو وہ خود بھی گمراہ ہوا. اور دوسروں کو بھی اس نے گمراہ کیا۔ داعی کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو جس بات کی نصیحت کرے اس کو اپنے اندر اور اپنے گھر والوں میں پہلے نافذ کرے، کیوں کہ اسلام علم بھی ہے اور عمل بھی ہے اور داعی الی اللہ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کا فعل اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو اور جو اندھیرے میں ہو وہ دوسرے کو کیسے راہ دکھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے قول اور فعل میں تضاد ہونے کی وجہ سے ملامت فرمائی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون" ترجمہ: تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔ اور تم کتاب پڑھتے بھی ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

پس داعی الی اللہ جو دین کا مخلص، حق کا ماننے والا ہے وہ اپنے آپ کو بھلائی کی طرف لے جائے گا اور اس پر ثابت قدم رہے گا، اور اپنے آپ کو شر سے محفوظ رکھے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا" رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء" (سورۃ ابراہیم) (اے پروردگار مجھ کو ایسی توفیق عنایت کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی یہ توفیق بخش، اے پروردگار میری دعا قبول فرما) سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اسماعیل علیہ السلام کی اپنے کلام میں جو تعریف کی ہے "واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا وکان یامر اھلہ بالصلوۃ والزکاۃ وکان عند ربہ مرضیا" (سورہ مریم)

اور کتاب میں اسماعیلؑ کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے. اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے. اور اپنے پروردگار کے یہاں پسندیدہ اور برگزیدہ تھے۔ ہمیں اس پر غور وفکر کرنا چاہئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قول "یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون" ترجمہ: (اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک کتنی بری بات ہے کہ تم وہ کہتے ہو جو خود نہیں کرتے) (سورۃ الصف) پر غور کرنا چاہئے۔

داعی الی اللہ جو اچھے الفاظ اور دینی علمی عبارتیں استعمال کرتا ہو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ حلم سے آراستہ ہو، کشادہ دلی اس میں پائی جاتی ہو، لوگوں کی بکواس (غیر مہذب باتیں) برداشت کرنے کی اس میں صلاحیت ہو۔ اور ان کے سوالات پر صبر کرنے پر بھی قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے سلسلہ میں ان کے کلام اور لوگوں کی بکواس (غیر مہذب باتوں) پر صبر کرنے کی تعریف فرمائی ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک (آل عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

اسی وجہ سے حضرت عبادۃ بن صامتؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق کہیں گے، اور اللہ کے سلسلے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ہم خوفزدہ نہیں ہوں گے۔

داعی الی اللہ اس طبیب کے مثل ہے جو مریض کی حالت کی رعایت کرتا ہے اور اس کی حالت کو اس پر واضح کردیتا ہے اور مناسب مشورہ دیتا ہے اور اس کیلئے مناسب علاج تجویز کرتا ہے اسی طرح داعی کو حق کے معاملہ میں لوگوں سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کیلئے مناسب ہے کہ حق کو واضح کردے اور حق کو لوگوں تک پہونچادے تاکہ لوگ برائی سے واقف ہوکر اس سے اجتناب کریں، اور خیر سے واقف ہوکر اس پر عمل پیرا ہوں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات ارشاد فرمائی ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن (الاسراء آیت: ۵۳)

ترجمہ:۔ اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے لوگوں سے ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ " ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن" (اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر اچھے طریقے سے)

داعی کی کامیابی کیلئے اخلاص (مخلص ہونا) بنیادی امر ہے، حق کیلئے مخلص ہونا، دین کیلئے مخلص ہونا اور جن کو دعوت دے رہا ہے اور وعظ ونصیحت کر رہا ہے اور تعلیم دے رہا ہے۔ ان کے سلسلہ میں مخلص ہونا چاہیئے، بغیر اخلاص کے کام اس جسم کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔ دل سے جو بات نکلتی ہے وہ اثر کرتی ہے۔

اخلاص کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ داعی میں تواضع ہو۔ اور وہ اپنے کو ناتواں اور کمزور سمجھے اور اللہ سے مدد کا طلبگار ہو اور آدمی اس تعلیم کو پھیلانے سے جس کو اچھا سمجھتا ہے بخل سے کام نہ لے۔ اور ہمیں امام بخاری امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام نسفی، کو دیکھنا چاہیئے یہ تمام کے تمام بلند ترین لوگ تھے جنھوں نے تاریک دنیا کو مختلف اسلامی علوم سے روشناس کرایا۔

علم کا چھپانے والا ہلاک ہونے والا ہے (العیاذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (من علم علما فکتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من النار) "جس نے علم سیکھا پھر اسے چھپایا قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی"۔

داعی کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ سنجیدگی اور وقار اختیار کرے لوگوں کے ساتھ لایعنی گفتگو نہ کرے، لوگوں سے ادب اور تہذیب کے ساتھ معاملہ کرے، ناپسندیدہ لوگوں کی صحبت سے دور رہے، حرام سے بچے، مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرے۔ اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرے اور ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرے، صفائی قلب، اخلاص اور اللہ سے خوف اور صفات حسنہ کو اختیار کرے۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے فرماتے ہیں۔ "فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ" (سورۃ الاحقاف)

ترجمہ: پس (اے محمدؐ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب) جلدی نہ مانگو۔

اور اگر داعی کیلئے اہلسنت والجماعت کا طریقہ لازم ہے۔ اس کے تمام معاملات میں اس کے سامنے (کتاب اللہ) اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا چاہیئے (یعنی جو معاملات بھی اس کو درپیش ہوں اس میں وہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی طرف رجوع کرے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا۔ جو تمہیں رسولؐ دیں لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

(اخبار العالم الاسلامی)

دعائے مغفرت

مولوی نذیر احمد ندوی استاذ مدرسہ ضیاء العلوم روشرا بستی پور بہار کے والد جناب محمد بشارت حسین صاحب کا اچانک دل کا دورہ پڑنے سے ۷ رمضان ۱۴۲۱ھ کو انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۃ

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔
قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مسلمان بچوں کا کامیاب نصاب تعلیم

آسان زبان اور دلنشیں انداز

از:- حکیم شرافت حسین رحیم آبادی

★ اچھا قاعدہ ★ اچھی باتیں چھ حصے ★ اللہ کے رسولؐ ★ حضرت ابوبکرؓ ★ حضرت عمرؓ ★ حضرت عثمانؓ ★ حضرت علیؓ ★ حضرت خدیجہؓ ★ حضرت عائشہؓ ★ حضرت سودہؓ ★ اچھے قصے ★ آسان فقہ ★ ہمارا ایمان

آپ اگر چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے ابتداء ہی سے مومن اور مسلم بنیں کفر والحاد سے اُن کے اندر نفرت کا جذبہ پیدا ہو، تو آج ہی آپ اپنے معصوم نونہالوں کو یہ کامیاب نصاب تعلیم پڑھائیں جس کا اعتراف مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جیسے مشاہیر علماء نے کیا ہے۔ حکیم صاحب رحیم آبادی نے طویل تجربہ اور محنت کے بعد یہ کتابیں لکھیں۔

ملک اور بیرون ملک کے ہزاروں مکاتب اور مدارس نے اپنے یہاں داخل نصاب کیا۔ بعض لوگ غیر قانونی طریقہ پر کتابوں کو ناقص اور ادھوری شکل میں شائع کر کے مجرمانہ حرکت کر رہے ہیں۔ آپ ایسے دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہیں۔ اور کتابیں براہ راست ناشر مکتبہ دین و دانش مکارم نگر لکھنؤ سے رعایتی قیمت پر حاصل کریں۔

فون نمبر 0522-327970

مکتبہ دین و دانش مکارم نگر لکھنؤ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

قاری سید رشید الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قاری سید رشید الحسن صاحبؒ نے حیدرآباد اور لکھنؤ کے اہل علم اور دینی دعوت سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں ایک معروف فرد رہے ہیں اتوار کے روز ۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء کو کراچی میں اس دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت کی، قاری صاحب نواب سید صدیق حسن خاں قنوجی کے احفاد میں تھے، اور اس طرح وہ والیۂ بھوپال سلطان جہاں بیگم کے احفاد میں بھی تھے، نواب سید صدیق حسن خاں صاحب بخاریؒ سے ہندوستان منتقل ہونے والے سادات میں تھے اور اپنے عہد کے بڑے ممتاز عالم دین اور علوم دینیہ پر بڑی دسترس رکھنے والے فرد تھے۔ ان کی تصنیف کردہ کتب تمام عالم میں مقبول ہیں۔ ان کا خاندان قنوج پھر بھوپال میں بڑھ رہا، نیز لکھنؤ اور حیدرآباد میں اس خاندان کے افراد مقیم ہوئے انہی میں قاری سید رشید الحسن صاحب بھی تھے۔ ان کا بچپنا اور زمانۂ تعلیمی حیدرآباد میں گذرا۔ وہ تعلیم کے اختتام پر جماعت تبلیغ کے دعوتی کام میں لگے اور اس کے سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف مقامات پر ان کا جانا ہوا۔ اسی کام کے تعلق سے ان کا دینی صلاح و تدین کا معیار بڑھا اور وہ ایک صالح اور غیرت دینی کے حامل عالم دین کی حیثیت سے معروف ہوئے اور دعوتی کام ہی کے تعلق سے لکھنؤ آئے۔ یہاں ان کا طویل قیام ہوا۔ از۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے والد و دادا صاحبان سے بہت قریبی ربط و تعلق رہا تھا۔ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس تعلق کی بناء پر قیام لکھنؤ کے دوران مزید مانوس اور قریب ہوئے یہ تعلق مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اعزہ سے بھی بڑھا۔ اس دوران قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب نواب نجم الحسن صاحب بھی کئی بار تشریف لائے۔ اور قاری صاحب کے اس تعلق و ربط سے مسرت کا اظہار کیا اور بتدریج قاری صاحب کا ربط دار العلوم ندوۃ العلماء سے بھی قائم ہوگیا۔ وہ یہاں اولاً تدریس و تجوید قرآن اور عربی رسالہ البعث الاسلامی کے ادارہ سے منسلک ہوئے۔ اس طرح لکھنؤ میں ایک مدت تک قیام رہا۔ پھر انھوں نے پاکستان منتقل ہونے کا فیصلہ کیا۔ ان کے اعزہ اور والدین وہاں پہلے ہی منتقل ہو چکے تھے چنانچہ وہ کراچی گئے اور وہاں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے تعاون کی سے جامع مسجد میں خطیب کے عہدہ پر فائز ہوئے اور آخر تک اسی منصب پر فائز رہے، چند سال سے ان کو مختلف امراض سے سابقہ ہوا کئی بار آپریشن بھی ہوا جس کی وجہ سے وہ کمزور ہوتے گئے۔ اور اسی میں ان کا وقت موعود آگیا اور وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۃ

لِلّٰہِ ما اعطی ولہ ما اخذ وکل شیئ عندہ لاجل مسمّی

اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وانزلہ منازل الابرار عندہ۔

قاری صاحب کا ازدواجی تعلق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی خالہ زاد بہن کی صاحبزادی سے ہوا انھوں نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہی میں تعلیم و تربیت پائی تھی دوران قیام لکھنؤ ہی میں ہوا تھا۔ ان سے قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چار فرزند اور تین دختر ہوئیں ان میں سے بڑی دختر کا ازدواجی تعلق مولانا سید محمد طاہر صاحب کے فرزند مولوی سید مہیب سے ہوا۔

قاری صاحب بڑے صاحب اخلاق، صاحب غیرت، دینی و دعوتی فکر و عمل کے مالک، ہمدردانہ اور مخلصانہ مزاج رکھنے والے شریف و معزز خاندان کی قدروں کے حامل تھے ان سے جو ملتا مانوس ہوتا اور ان کا قدرداں بن جاتا۔ لکھنؤ کے قیام کے دوران ان کے قدردانوں کا ایک حلقہ بن گیا تھا۔ اسی طرح کراچی میں بھی ان کی خاصی قدر کی گئی اور ان کا ایک حلقہ بن گیا جو ان کو بڑے تعلق و قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا وہ اپنے معزز خاندان کی روایات اور قدروں کے حامل تھے ان کی زندگی کی وضعداری اور صاف ستھرے اور پسندیدہ معیار کی تھی جس کی قدر سب کے دلوں میں تھی، جیسا کہ ان کے سانحۂ ارتحال سے بہت سے لوگ ملول و غمزدہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی خوبیوں کا بہترین صلہ ان کو عطا فرمائے اور اپنے عفو و رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و رضاء بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادگان کو ان کی خوبیوں سے مزین فرمائے۔ (آمین)

دعائے مغفرت

مولانا حفظ الرحمٰن ندوی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء) کی والدہ محترمہ کا ۵ رخیم فروری ۲۰۰۱ء کو ایک مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۃ
ڈالی گنج لکھنؤ کے قبرستان میں بعد نماز مغرب ان کی تدفین ہوئی اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

ایک مطالعہ

یادوں کی مہک

مصنف: پروفیسر فصیح احمد صدیقی

از: پروفیسر اسلوب احمد انصاری سابق صدر شعبۂ انگریزی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

"یادوں کی مہک" ان شگفتہ اور دلآویز نثر پاروں کا مجموعہ ہے جو الکیمیا کے ممتاز پروفیسر فصیح احمد صدیقی کے قلم سے نکل کر قسط وار روزنامہ "قومی آواز" کے صفحات پر سامنے آئے۔ یہ مل کر ایک نوع کی خودنوشت سوانح عمری کی تشکیل کرتے ہیں اور اس کی فنی اہمیت کو متعین کرتے ہیں۔ کتاب کا عنوان ہی اس امر کی چغلی کھاتا ہے اور اس راز کا انکشاف کرتا ہے کہ ایک واقعہ یا تجربے کی یاد دوسری یادوں کے نقوش کو تازہ کرتی ہے اور اسے سامنے لاکر کھڑا کرتی ہے یہاں انداز بیان ایک نوع کے (NON SEQUENTIAL ORDER) کا تابع ہے اسے آپ وسیع طور پر اشاریت کی تکنیک سے وابستہ کر سکتے ہیں یا یہ بہ سرعت انتقال ذہنی پر مدار رکھتا ہے۔ اور یادوں کے خزانوں کو کھنگالنے سے ایک نئی ہیئت اور ایک نئی کیفیت کی باز آفرینی مقصود اولین ہے۔ اسی طرح حال کا ربط ماضی سے جوڑ دیا جاتا ہے، یا یہ کہیے کہ ماضی کو حال میں در آنے کی اجازت دے دی جاتی ہے اور یہ ایک دوسرے کو REINFORCE کرتے ہیں۔ فوراً ہی یہ جتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فصیح صاحب مایۂ ناز انشاء پرداز رشید احمد صدیقی کے حقیقی بھانجے ہیں اور ذہنی اور تخلیقی سطح پر وہ ان سے ایک نقطۂ اشتراک رکھتے ہیں۔ وہ ان سے بغایت متاثر ہوئے ہیں اور ان سے حسب استطاعت کسب فیض بھی کیا ہے۔ یہ ایک انوکھی قسم کی خودنوشت سوانح ہے جس میں آگے پیچھے اور اندر باہر کے CONTEXT کو ایک دوسرے کے بالمقابل رکھ کر ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے، فصیح صاحب ان کے چھوٹے بھائیوں۔ سطیع احمد اور رضی احمد اور بڑے بھائی پروفیسر وصی احمد صدیقی کے ACHIEVEMENTS کا ذکر اس کتاب میں بڑی محبت اور دُلار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اپنی غیر معمولی فہم و فراست، ذہانت اور طباعی اور پیہم جدوجہد اور لگن کے بل بوتے پر سائنس میڈیسن اور انجینئرنگ کی دنیا خصوصاً امریکہ میں امتیازات حاصل کئے اور ہر طرح سُرخرو رہے، فصیح صاحب کی نیت اور کردار کی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے اپنے خاندانی پس منظر اور حالات پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہیں کی، نہ ایسا کرنے میں ہچکچائے۔ بلکہ انتہائی دیانت داری کے ساتھ اور بلاکم وکاست اسے بیان کر دیا ہے یہ ان کی اخلاقی جیت ہے۔ اپنے والد۔ دادی اماں اور والدہ کی شخصیتوں سے ہمیں جس طرح متعارف کرایا ہے اس میں دیانت داری کے ساتھ ایک طرح کی طہارت بھی ہے اس طرح یہ شخصیتیں روشن ہو کر ہمارے روبرو آ جاتی ہیں، یہ کوئی منضبط سوانح حیات نہیں ہے، یہاں سلسلہ داری کی کوئی اہمیت اور ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ ایک زور خیز اور طاقتور تخیل کی جست و خیز کا مظاہرہ ہے۔ یہ قاری سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تاثرات کے اس ازدحام میں نظم وضبط تلاش کر کے TIME SCELE کو درست رکھنے کی کوشش کرے۔

فصیح احمد صدیقی کا مسکن جونپور کا مردم خیز خطہ ہے مشرقی یوپی کا یہ حصہ رشید احمد صدیقی کا بھی مولد و مسکن تھا۔ جس کی بڑی خوبصورت تصویر ہمیں ان کی خودنوشت سوانح "آشفتہ بیانی میری" میں ملتی ہے۔ اسی کی خاک سے رشید صاحب کے علاوہ سر شاہ سلیمان جیسی تابناک شخصیت بھی ابھری، دونوں یگانۂ روزگار تھے۔ اور اپنے اپنے امتیازات میں یکہ و تنہا، فصیح احمد صدیقی کا میدانِ کار الکیمیا ہے، ان کا ذہن بہت ہی برق آسا اور AGILE قسم کا ہے جو بیک وقت سائنس، ادب، اخلاقیات اور سماجیات سے کسب فیض کرتا اور اپنے مشاہدات اور مطالعات کیلئے گوناگوں مواد اخذ کرتا رہتا ہے، یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ اس کتاب پر رشید صاحب کی گہری چھاپ لگی ہوئی ہے۔ انھوں نے غیر محسوس طور پر رشید صاحب ہی سے ادبی احساسیت ورثے میں پائی ہے۔ اور انفرادی اور شخصی سطح پر فراخدلی شریف النفسی اور کشادہ جبینی بھی۔ راقم الحروف کو رشید صاحب سے ہمیشہ گہری عقیدت اور محبت رہی ہے اور اسے انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو ان کی سیر چشمی والاسائی تلطف اور اعلیٰ ظرفی ہے جو تمام انسانی صفات کا جوہر اور ان کے اتمام سے عبارت ہے مصنف کو بھی یہی سب خوبیاں قدرت کی طرف سے ارزاں ہوئی ہیں۔ اور یہ کتاب کے ہر ہر ورق سے بیّن طور پر نمایاں ہیں۔

ابھی یہ کہا گیا کہ اس کتاب کے مندرجات سے ایک واضح تاثیر SIMULTANEITY کا ہوتا ہے۔ ایک طرف ذاتی اور داخلی سطح پر مصنف نے اپنے حال کا رشتہ ماضی میں اپنے عزیز و اقارب سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اور دوسری جانب غیر ذاتی سطح پر لکھنؤ سے اس ماضی کی بازیافت کی جہاں انھوں نے اپنے ذہنی ارتقاء کی بہت سی منزلیں طے کیں تخیلی طور سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، عمر اور ظفر قائم رضا اور حسین علی بیگ اور سرسید کے گھسیارے شہزادوں جیسے کرداروں کی نقش گری نے مسلمانوں کے گردش میں آئے لیل و نہار اور شب و روز کی یاد تازہ کر دی ہے اور دل پر ایک چرکہ لگتا ہے، یادوں کا لہجہ حد درجے یاس انگیز اور گلوگیر کیفیت کی ترجمانی کرتا ہے یہ سب ایک علامتی معنویت کے حامل ہیں، بلند دروازے کے پاس ڈھلیے کے عنوان سے مصنف نے جو کچھ لکھا ہے اور جس گہرے داخلی ردعمل کا اظہار کیا ہے اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انتشار اور اختلال کی چکی میں پس جانے سے قوم کا حلیہ کس درجے بگڑ جاتا ہے۔ اس تاثراتی پارے کو پڑھ کر مشتاق یوسفی کی مایہ ناز تصنیف "آب گم" کی طرف دھیان نہ جانا ناممکن ہے، اسی طرح مسٹر کے رام پر مضمون پڑھ کر جہاں مصنف کی وسیع انسانی ہمدردیوں پر ایمان لانے کو دل چاہتا ہے، وہیں کے رام کے عزم و ہمت پامردی اور لگن اور شوق بے پایاں کی بھی داد دینا پڑتی ہے، "نصرت منزل" بھی ایک معرکے کا مضمون ہے اور CARICATURE کے آرٹ کا اعلیٰ نمونہ جن صاحب کو سامنے رکھ کر یہ روئیداد بیان کی گئی ہے وہ ہماری یونیورسٹی کی ایک جانی پہچانی شخصیت تھے یعنی اور خاصے کھسکے انسان۔ انہیں آپ AFREAK OF NATURE کہہ لیجئے، ایسے لوگوں کو فطرت کبھی کبھی خلاف معمول اپنے رحم سے نکال کر باہر پھینک دیتی ہے۔ فصیح صاحب نے اس مرقع میں جزئیات کی فراہمی اور فنی لاتعلقی سے کام لے کر ایک ایسی تصویر ذہن کے پردے پر آویزاں کی ہے جس میں کور کسر نکالنا مشکل ہے۔ "قدر گوہر شاہ داند" کے عنوان سے ایک مختصر خاکہ حضرت مولانا علی میاں صاحب کا ہے۔ ان کی اپنی تحریر کا اقتباس اتنا جامع ہے کہ تصویر منھ سے بول اٹھتی ہے کہ میں کون ہوں، حضرت مولانا بڑے متقی صاحب علم و فضل اور بڑی بھاری بھرکم شخصیت کے مالک تھے اور صف اول کے مشاہیر میں اپنی جگہ اور پُر عظمت مقام رکھتے تھے۔ فصیح صاحب کو اپنے خاندانی روابط کی اساس پر ان سے بڑا گہرا ربط تھا اور گہری عقیدت تھی۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا کہ رشید صاحب کا ذکر آتے ہی فصیح صاحب انتہائی برجستگی کے ساتھ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں۔ ع

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

علاوہ ان اوصاف حمیدہ یعنی نیک طبعی شریف النفسی اور کشادگی نظر کے جو دونوں میں مشترک ہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ تخلیقی بنیادیں وہ رشید صاحب سے کس درجہ اثر پذیر ہوئے ہیں، بات میں بات نکالنا چشم زدن میں اشیا اور اشخاص کے مضحک پہلوؤں کو اپنی گرفت میں لے لینا اور اپنے مدرکات کو قطعی اور مجسم طور پر پیش کر دینا ایسا لگتا ہے۔ ان سب کیلئے وہ غیر شعوری طور پر رشید صاحب ہی کے رہین منت ہیں، فنی اعتبار سے رشید صاحب کا امتیاز ان کی انفرادیت اور تنوع ہے۔ اور شخصی اعتبار سے ان کا نمایاں پہلو سیر چشمی اور تلطف ہیں اس میں اگر آپ کشادہ جبینی اور حسن GOOD SENSE مزاح کو جوڑ دیں تو ان کا اختصاص مکمل ہو جائیگا فصیح احمد صدیقی کی وسیع انسانی ہمدردی، ان کی خوش خلقی اور اعلیٰ ظرفی کی جھلکیاں ان مضامین میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ انھوں نے رشید صاحب کی تحریروں کا بہ امعان نظر مطالعہ کیا (گہرائی) ہے اور ان کے فیض صحبت سے اپنے ذوق و ظرف و ضمیر پر صیقل کیا ہے۔ رشید صاحب اور علی میاں صاحب کے علاوہ سید حامد صاحب بھی اپنی تمام تر خوبیوں اور کارناموں کے باعث اس محفل میں بہت نمایاں طور پر سرفراز نظر آتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے سرسید کے اعلیٰ نصب العین کو برابر اپنے سامنے رکھا ہے اور ان کی ہمہ گیر تعلیمی مشن کی نشر و اشاعت اور تنظیم و ترتیب کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے، جس کیلئے وہ قابل صد ستائش ہیں، وہ ہمیں بڑی حد تک سر ضیاء الدین احمد مرحوم کے عزم و حوصلہ ایمان و ایقان اور جذبۂ سرفروشی کی یاد دلاتے ہیں۔ انھوں نے علی گڑھ میں قیام کے دوران یعنی اپنی وائس چانسلری کے زمانے میں جس تندہی اور خلوص کے ساتھ یونیورسٹی کی خدمت کے صلے اور ستائش کی تمنا سے بے نیاز رہے اس کی مثال تلاش کرنا فعل عبث ہے۔ انھوں نے کبھی اپنی خدمات کا کوئی معاوضہ نہیں چاہا، حکومت ہند سے ہرگز نہیں۔ ان کے ایثار اور بے غرضی میں کسی شک و شبہے کی مطلق گنجائش نہیں، رشید صاحب اور سید حامد صاحب دونوں کے سلسلے میں فصیح صاحب نے ان بزرگوں کے خطوط کے جا بجا اقتباسات دے کر بلکہ پورے پورے نقل کر کے اپنے بیانات اور قیاسات کیلئے مستحکم استناد فراہم کی ہے ان خطوط سے ان دونوں بزرگوں اور مصنف کے درمیان اعتبار و یگانگت کا وافر ثبوت ملتا ہے اور فریقین کے درمیان تعلق خاطر، رواداری اور سرخوشی کا بھی۔ راقم الحروف کے بارے میں فصیح صاحب نے جو کچھ لکھا ہے یعنی اس کی ذاتی حیثیت اور تحریروں کے بارے میں اس میں بعلمنساہٹ اور تعلق خاطر کو بیش از بیش دخل ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ مصنف کو راقم الحروف

کے بارے میں رشید صاحب کی رائے سے جو یقیناً اچھی تھی، بطور خاص متاثر ہوئے ہیں اور رشید صاحب کا معاملہ یہ تھا کہ وہ بزرگوں کا بغایت احترام کرتے تھے، برابر دلوں سے رواداری اور وسیع القلبی ملحوظ رکھتے تھے۔ اور خوردوں سے بدرجۂ کمال بے محبت کا برتاؤ کرتے تھے، راقم الحروف کو خود ان کے بقول انھوں نے بچپن سے دیکھا تھا۔ اور اس کے ذہنی ارتقا اور اخلاقی بارآوری پر ان کی نظر برابر رہتی تھی۔ اور اس کے امتیازات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اور خصوصاً آکسفورڈ کے ACHIEVEMENT پر حد درجہ خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ جب رشید صاحب قبلہ کو یونیورسٹی نے ڈی لٹ کی ڈگری کا اعزاز تفویض کیا تو اس کا CITATION مجھ ہی سے ہی لکھوایا گیا۔ اس کتاب کے بارے میں اگر کسی انجان سے کہا جائے کہ یہ ایک ادیب کی نہیں ایک سائنسداں کی تصنیف ہے، تو اسے اسے باور کرنے میں بغایت تأمل و تذبذب ہوگا۔ مصنف کا گہرا اور پاکیزہ ادبی ذوق اور جدید سائنسی علوم سے ان کی واقفیت اور ان میں ان کا درک کتاب کے ہر ہر صفحے سے نمایاں ہے اور جگہ جگہ اشعار کے برمحل اور برجستہ اشعار کے دینے سے وہ اس ضمن میں ہمیں مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط کے مجموعے "غبار خاطر" کی زبردست طریقے سے یاد دلاتے ہیں کہ وہ اپنی تحریروں کو مزین کرنے کیلئے بے تحاشا اساتذہ کے اشعار سے قدم قدم پر کام لیتے ہیں مختلف اردو شعرا علی الخصوص غالب کے اشعار فصیح صاحب کی نوک زبان پر رہتے ہیں اور وہ انہیں انتہائی سلیقہ کے ساتھ برتتے ہیں اس کتاب میں جو EXCESSES ہیں وہ ایک ایسے ادیب کی ہیں جو حد درجے پرخلوص برجستگی اپنائیت کے محرکات سے مملو اور غیر خود آگاہ قسم کا ادیب ہے جو جذبات کے طغیان اور یورش پر کوئی بند نہیں باندھ سکتا اور نہ ان کے اظہار سے اپنے آپ کو روک سکتا ہے اسی لئے ان کے بیانات اور اظہار رائے میں ایک حد تک غلو پایا جاتا ہے محض خردہ گیری کی نیت سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے اعزا کے امتیازات کا بار بار اور بڑھ چڑھ کر ذکر کیا ہے یہ اعتراض نارواہے۔ اول تو اس لئے کہ انھوں نے کہیں بھی غلط بیانی سے کام نہیں لیا بلکہ اظہار حقیقت کیا ہے اور دوسرے انھوں نے اسی کے ساتھ ہی خدا کا شکر بھی ادا کیا ہے یعنی اپنے حال پر اس کے فضل و کرم کی ارزانی کا۔ یہاں خالی خولی خودستائی اور انانیت کا مظاہرہ کہیں نہیں ہے بلکہ ہر موقع پر فروتنی انکسار اور سرافگندگی کی کارفرائی نظر آتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اسلام میں ایمان اور احسان کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ کہے بغیر ہی نہیں رہا جا سکتا کہ ایسی اچھی کتاب میں مہمل اور بے مغز تعارف کا شامل کرنا کیا ضروری تھا؟

فصیح احمد صدیقی ماضی کی بھول بھلیاں اور آج کی دنیا کی خیرہ کن وادیوں میں بڑی ہنرمندی خوش ذوقی اور طمانیت قلب اور رمز آشنانہ خود آگہی کے ساتھ ساتھ قاری کو ساتھ ساتھ لئے پھرے ہیں۔ مشرقی یوپی کے جونپور کی خاکِ پاک کے INVOCATION اور بلند دروازے کے ڈھابے کے تصادم سے انھوں نے ایک سحر انگیز کیفیت کو بڑی ہنرمندی کے ساتھ ابھارا ہے۔ اسی طرح لکھنؤ، علیگڈھ اور فلاڈلفیا (امریکہ) کو انھوں نے ایک وجود یعنی PRESENCE کی حیثیت سے ہمارے دل و دماغ میں اتارا ہے جوان کی معیت میں ایک تخیلی سفر کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اس کتاب کو پڑھ کر ایک طرف تو مصنف کے مستحضر اور فعال ذہن کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اور دوسری طرف اس پر رشک آتا ہے کہ انھوں نے کس طرح تجربات اور مقامات کو اپنے مرتعش احساس کی لو سے چھو کر انھیں انفرادیت بخش دی ہے۔

•••

(بقیہ)
مسلمان کب ہوشیار ہوں گے؟

کیا، اور ان کے مال و جائداد سے ناجائز فائدہ اٹھایا، اب اس پر اس کے دشمن اسرائیل کو مسلط کیا جس کی حیثیت ایک چڑیا کی تھی مگر اب وہ گدھ بن گیا ہے، اس کا جواب وہ کون ہے، بس خدا ہی حافظ ہے۔

(بقیہ)
مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

کیا ہے پھر آخر میں اسلام کی طرف سے حق پسندی کا طور و طریقہ واضح کیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب قارئین کے سامنے بہت سے انکشافات پیش کرتی ہے، اور صالح دعوت کے انداز عمل کی نشاندہی کرتی ہے اس طرح اس زمانہ میں سامنے آنے والے اور انسانوں کے رایوں اور خیالات کی تشکیل جدید کرنے والے اس اہم ذریعہ کی وضاحت کی ہے، جس کو پڑھ کر قارئین کے سامنے نئی حقیقتیں آجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حق و ایمان کے مقصد کیلئے مفید بنائے اور لوگوں کے لئے اس کو صحیح فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بنا دے۔

یہ کتاب ۲۲۴ صفحات، خوبصورت ٹائٹل عمدہ کمپوزنگ، بہترین کاغذ پر مشتمل ہے، جس کی قیمت -/۹۰ روپئے ہے اور اس پتہ پر حاصل کیا جا سکتی ہے۔

• مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا سلیمان صاحب پالنپوری رح نقوش و تأثرات

• مولانا عبدالقادر ندوی پٹنی

انیسویں صدی عیسوی میں ہندوستان سے ــــــ اسلامی حکومت کا ایک طرح سے کلی خاتمہ ہوگیا۔ اور اس کی بنا پر برصغیر میں اسلام خطرہ میں پڑ گیا جس کا احساس تمام ذمہ داران ملت کو ہوا۔ اور اس کیلئے بے چین ہوگئے، اور غور و فکر کے بعد بقاء کی ایک اور صرف ایک صورت نظر آئی اور وہ تھی مدارس و مکاتب دینیہ کا قیام اور ان کا استحکام اور اس سلسلہ میں ہر قربانی دینے کیلئے تیاری، چنانچہ انھوں نے اس کا عہد کر لیا۔ اور فقر و فاقہ اور اندرونی و بیرونی ہر طرح کی مخالفت کے باوجود اس عہد کو پورا کر دکھایا اور فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا کے مصداق بن گئے۔

ان مخلصانہ مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اچھے اچھے ذی استعداد اہلِ علم و فضل نے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا۔ اور اپنے علاقہ کو حسب حیثیت علم و دین کے نور سے منور کر دیا۔

انہی خدا کے نیک بندوں میں سے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب پالنپوری صدیقی بھی تھے۔ جن کے ذریعہ ایک ایسی قوم کو اصلاح نصیب ہوئی، جس کو دو صدی قبل اسلام کی دولت بھی عطا ہو گئی تھی۔ مگر مولانا کے عہد میں بجز مسلمان نام کے ان کے پاس اسلام کی کوئی چیز نہیں تھی لیکن مولانا نذیر احمد صاحب کی مساعیِ جمیلہ سے اس قوم کو علم دین، اخلاق اور مال سبھی میدانوں میں ترقی ہوئی، جس کی بڑی وجہ مولانا کی تعلیم سے ایسے علماء کا تیار ہو جانا تھا جنھوں نے پورے خلوص سے اصلاح قوم کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ انھیں میں سے ایک عالم ربانی مولانا سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مولانا سلیمان صاحب پالنپور سے تین میل کے فاصلہ پر واقع "بھاگل" بستی کے رہنے والے تھے یہ وہ گاؤں ہے جس کے باشندوں نے مولانا نذیر احمد صاحب کا اس وقت ساتھ دیا تھا جب مولانا کو اور ان کے ساتھیوں کو راہِ حق میں سزائیں دی جا رہی تھیں حتیٰ کہ نواب پالنپور نے تو مولانا کو ریاست بدر ہی کر دیا تھا۔

مولانا سلیمان صاحب غریب گھرانے کے تھے اور پڑھنے کا شوق کچھ بڑی عمر میں دامنگیر ہوا جبکہ غالباً مولانا کی شادی بھی ہو چکی تھی، اس لئے طالب علمی کا دور جو یوں بھی مجاہدہ سے خالی نہیں ہوتا کچھ زیادہ ہی دشوار گذار تھا اور مولانا نے ڈابھیل جلال آباد اور دارالعلوم دیوبند آخر میں مظاہر علوم سہارنپور وغیرہ میں رہ کر طالب علمی کے دوران گجرات سے گھی لیجا کر فروخت کرتے اور اس طرح اپنی غربت کے باوجود باعزت طریقہ سے ضروریات پوری کرتے۔

مولانا نے ۱۹۵۶ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے حضرت شیخ الحدیث شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس اللہ سرہ العزیز سے درس بخاری حاصل کر کے اپنے وطن عزیز واپس ہوئے اور اس علم کو جس کو انھوں نے بڑی محنت و مجاہدہ اور مشقت سے حاصل کیا تھا۔ ترویج و اشاعت میں لگ گئے۔

مولانا سلیمان صاحب نے جس طرح طالب علمی میں مشقتیں برداشت کیں اسی طرح ترویج و اشاعت کی راہ میں بھی خود اپنوں کی مخالفت بھی ان کو برداشت کرنی پڑی۔ چنانچہ جامعہ نذیریہ جو بالکل ابتدائی مرحلہ سے شروع ہوا۔ اور ایک مدت تک "کاکوسی" بستی میں رہا۔ اس کے قائم کرنے میں اس طرح کی بہت سی باتیں پیش آئیں جن کو نہ یہ کہ مولانا نے جھیلا۔ بلکہ بڑی حکمت و دانشمندی سے ان سب پر قابو پایا۔

مولانا کو اس سلسلہ میں دعوت و تبلیغ کی دنیا میں مشہور و معروف شخصیت حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی مدد ملی اور مولانا محمد عمر صاحب اپنے خانگی معاملات کے حل میں مولانا سلیمان صاحب کی رائے و مشورہ سے فائدہ اٹھاتے۔ اس طرح یہ دونوں بزرگ جو دارالعلوم دیوبند کی تعلیم کے معاصر تھے زندگی بھر ایک دوسرے کیلئے مخلص اور معاون رہے اور اس طرح دونوں حضرات کو اپنے اپنے کاموں میں بڑی مدد ملی۔

مولانا سلیمان صاحب علماء کو علم و عمل دینداری اور تقویٰ والی زندگی کے ساتھ باوقار دیکھنا پسند کرتے تھے، خود بھی اس کی تدبیریں کرتے۔ اور دوسروں کی بھی اس سلسلہ میں رہنمائی فرماتے چنانچہ مولانا کی اس سلسلہ میں کوششیں اور طریقہ کار قابل تعریف بھی ہے۔ اور مخلص کام کرنے والوں کیلئے بہترین نمونہ بھی۔

(باقی صفحہ ــ پر)

اردو میں اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

محمد شاهد ندوی بارہ بنکوی

اس وقت ہمارا معاشرہ مغربی ممالک کے اشارہ پر میڈیا کے ذریعہ پھیلائی جانے والی فحاشی اخلاقی انارکی، کردارکشی اور عریانیت سے بری طرح متاثر ہے، ٹیلی ویژن پر جس طرح عریاں فلمیں دکھائی جارہی ہیں، اخبارات میں جس طرح برہنہ تصویریں شائع کی جارہی ہیں اور مغربی تہذیب اپنے پیرے جس طرح مضبوط کرتی جارہی ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے خیالوں میں فسق وفجور مقاصد میں فساد، اخلاق میں خرابی، کردار میں تخریب کاری پیدا ہوتی جارہی ہے۔ اور اس طرح انسانیت کا جنازہ نکلا جارہا ہے۔ اور شرافت دم توڑتی نظر آرہی ہے۔

آج اخبارات، ٹیلی ویژن، ریڈیو۔ ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ جس طرح سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ، غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس نے اخلاقی واخلاقی انسانی قدروں کو بھی پامال کردیا ہے۔

اسی طرح اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر پردہ ڈال کر اس کے خلاف بری طرح زہر اگلا جارہا ہے۔ حقائق کو چھپایا جارہا ہے اور جھوٹ والا میڈیا اس خوبصورتی کے ساتھ چلایا جارہا ہے کہ اچھے اچھے لوگ دھوکہ کھارہے ہیں اور ان کے اندر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جذبہ اور تاثر پیدا ہورہا ہے۔ مسلمانوں کو اور اسلام کو آجکل اس کا سخت مقابلہ ہے۔ مصنف کتاب استاذ گرامی جناب مولانا نذرالحفیظ صاحب ندوی استاذ ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اس نازک اور اہم موضوع پر قلم اٹھایا۔ اور "مغربی میڈیا اور اس کے اثرات" نامی کتاب لکھکر مغرب کی قلعی کھول دی اور اس کے اخلاق سوز اور انسانیت دشمن کردار کا راز فاش کردیا ہے۔ انھوں نے جہاں اس کتاب میں مغربی میڈیا کی فحش کاریوں کو بتایا ہے وہیں اسلامی میڈیا کے فوائد بھی بتائے ہیں اور عصر حاضر میں میڈیا کا کیا رول ہونا چاہیئے انسان اس سے کیسے فائدہ اٹھائے۔ اور اس کے نقصان سے کیسے بچ سکے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔

یہ کتاب نو۹ ابواب پر مشتمل ہے ابتدا میں نئے عالمی نظام، خصوصیت، وسائل اور مقاصد، قوموں کی دماغی تطہیر، انسانی آبادی اور نئے عالمی نظام کی تشکیل میں امریکہ کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس باب کو پڑھ کر کے پوری دنیا کے بدترین اقتصادی وتہذیبی فساد کے اسباب کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد پہلے باب میں مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر، یہودی میڈیا اور اس کے اثرات فرانسیسی نیوز ایجنسی برطانوی صحافت امریکی روزنامے، ماہنامے اور سہ ماہی رسالے اور کمپنیوں کے بلیٹن اور منشورات کو بیان کیا گیا ہے، دوسرے باب میں میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم، تیسرے باب میں دنیا کے پردہ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر، مغربی فلموں اور مغربی ٹی وی کمپنیوں کے ذریعہ مسلمانوں کی کردارکشی کو بیان کیا گیا ہے، چوتھے باب میں عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش: تاریخی پس منظر مصری میڈیا اور سعودی میڈیا کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ پانچویں باب میں ہندوستانی اور پاکستانی میڈیا پر مغربی فلموں کے منفی اثرات کا ذکر ہے، چھٹے باب میں ٹیلی ویژن کے منفی اثرات، ساتویں باب میں ذرائع ابلاغ کا علمی وفنی تجزیہ کیا گیا ہے آٹھویں باب میں اسلام میں میڈیا کی دینی اہمیت وضرورت، اس کی خصوصیات، اس کے پاکیزہ و بلند مقاصد اور کامیاب میڈیا کے اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور نویں باب کا عنوان ہے۔ "شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے"

اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ "ہلاکت مغرب کا ناگزیر انجام ہے، اگر مغربی دنیا اس انجام سے بچنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ از سر نو وجود باری تعالیٰ کی مقدس والہامی حقیقت کو تسلیم کرے اور قرآنی اقدار اور احکام کے مطابق جنھیں اللہ نے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مستحکم کردیا گیا ہے۔ زندگی بسر کرنا شروع کردے اسی میں اس کی فوز وفلاح مضمر ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم ندوۃ العلماء نے اپنے گرانقدر مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ "عزیزی مولانا نذرالحفیظ ندوی صاحب نے میڈیا کو یہودیوں کی طرف سے اپنا لینے کے وقت سے آج تک کا اس کے مؤثر اور تخریبی رول کا جائزہ لے کر بہت جامع اور مفید کتاب تیار کی ہے، اس کو یہودی کوششوں کے پس منظر میں بیان

(باقی ص۴۲ پر)

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س:۔ کیا خلع کی صورت میں بیوی شوہر کو مہر کی پوری رقم واپس کرے گی؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں اگر خلع کا معاملہ مہر پر طے ہوا ہے اور بیوی مہر لے چکی ہے تو بیوی پر مہر کی واپسی لازمی ہوگی اور اگر ابھی تک قبضہ نہیں کیا ہے تو شوہر سے وہ ساقط ہوجائے گا۔

س:۔ کیا تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟

ج:۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ لہٰذا تیسری اور چوتھی رکعت میں بسم اللہ پڑھنا چاہیئے۔

س:۔ کن کن دھاتوں کی انگوٹھی پہننا درست ہے؟

ج:۔ چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے۔

س:۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں جگہ متعین کرلے تو کیسا ہے؟

ج:۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

س:۔ کیا وتر کی نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

ج:۔ وتر کی نماز بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے ہیں اگر قیام پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

س:۔ عورتیں اپنی جماعت کی نماز میں اذان و اقامت کہیں گی یا نہیں؟

ج:۔ عورتوں کا اگرچہ جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کراہت کے ساتھ وہ جماعت قائم کریں تو اذان واقامت نہیں کہیں گی۔

س:۔ ٹرین، بس وغیرہ کی دیواریں لکڑی، لوہے، اور پلاسٹک کی ہوتی ہیں کیا حالت سفر میں ان پر تیمم کرنا درست ہے؟

ج:۔ اگر ان دیواروں پر گرد وغبار جما ہوا ہو جیسا کہ دوران سفر عموماً ایسا ہوا کرتا ہے تو ان پر تیمم کرنا درست ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو درست نہیں ہے۔

س:۔ مکھی یا مچھر وغیرہ اگر دودھ یا سرکہ وغیرہ میں گرجائے تو اس کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں دودھ یا سرکہ استعمال کرسکتے ہیں۔ شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ مکھی یا مچھر میں دم سائل نہیں ہوتا ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ طبیعت نہ لے تو استعمال نہ کرے۔

س:۔ اپنا جائز حق لینے کیلئے اگر کوئی شخص رشوت دیتا ہے تو وہ رشوت ہے یا نہیں؟

ج:۔ اپنا جائز حق حاصل کرنے کے لئے مجبوری میں جو رقم دی جائے وہ رشوت نہیں ہے۔

س:۔ وہ کاروبار جو چل رہا ہو جس میں کوئی رقم اکٹھا نہ رہتی ہو۔ بلکہ کاروبار میں لگی پونجی لاکھوں میں ہے اس قسم کے کاروبار کے مال سے زکوٰۃ نکالنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج:۔ مال تجارت اگر سال کے شروع میں نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے بعد درمیان سال میں آنے جانے والی پونجی کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ سال مکمل ہونے کے بعد موجودہ مال تجارت کی موجودہ بازاری قیمت نکالی جائے گی اور اس کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا۔

س:۔ زید ایک پاؤں سے معذور ہے لکڑی کے سہارے سے چلتا ہے ذی شعور اور صاحب علم ہے بسا اوقات امام صاحب نہیں ہوتے ہیں تو کیا امام کی غیر موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے اور خود امام اس کو اپنی غیر حاضری میں نائب بنا سکتا ہے؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں زید امامت کرسکتا ہے جائز ہے اور امام اس کو اپنا نائب بھی بنا سکتا ہے۔

نئی صدی کا نیا تحفہ

خطبات مفکر اسلام

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

مرتب: محمد کاظم ندوی

جلد اوّل	جلد دوم	جلد سوم	جلد چہارم
120/=	120/=	120/=	120/=

نوٹ:۔ اپنے کسی قریبی کتب فروش سے حاصل کریں۔ یا ہمیں لکھیں۔

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ ایوب کاکوری لکھنؤ، ۲۲۷۱۰۷

کتاب

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

رسم اجراء کی ایک تقریب

رپورٹ : ——— حفظ الرحمٰن ندوی

موجودہ ترقی یافتہ دور میں ذرائع ابلاغ کسی معاشرے کے شعور اور روح کی ترجمانی کرنے والی دونوں بنیادوں، ثقافت اور فکر کو مفلوج اور معطل کرنے میں جس طرح سرگرم عمل ہے وہ آج روز روشن کی طرح عیاں ہے میڈیا کے ذریعہ اسلام کی مخالفت، مسلم دشمنی وعناد اور نئی نسل کے رجحانات وخیالات کو بدلنے اور پراگندہ کرنے کی ناپاک سازشیں اور کوششیں ہو رہی ہیں. وہ بھی کسی صاحب علم وبصیرت سے مخفی نہیں، دنیا میں اس وقت بالخصوص مسلمانوں میں تعمیری صحافت کی بڑی طلب اور سخت ضرورت ہے. آج کے میڈیا پر مغربی یہودیوں کا قبضہ ہے۔ وہ اپنے خاص مقاصد کو بروئے کار لانے کیلئے میڈیا کو اس طرح استعمال کر رہے ہیں جس سے ان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے. اردو داں طبقہ کے لئے اس موضوع پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت سالہا سال سے محسوس کی جا رہی تھی، جو مغربی میڈیا کے ناپاک اور گھناؤنے مقاصد اور ان کی سازشوں کو طشت ازبام کرے.

یہ باتیں مورخہ ۲۸ر جنوری ۲۰۰۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سلیمانیہ ہال میں مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تازہ ترین تصنیف "مغربی میڈیا اور اس کے اثرات" کے رسم اجراء کے موقع پر کہی گئیں. کتاب کے پس منظر، محرکات، اسباب اور مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف نے کہا کہ یہودیوں کا آج میڈیا پر زبردست قبضہ ہے، وہ اس میں آزادانہ طور پر تصرف کرتے ہیں. آج تعمیری صحافت کا فقدان ہے. ضرورت ہے کہ دنیا کو اسلامی تعمیری صحافت سے روشناس کرایا جائے. انہوں نے کہا کہ جو خبریں شائع کی جا رہی ہیں ان کے پس پردہ خاص اسباب ومقاصد ہیں. آج پورا نظام یہودیوں کی گرفت میں ہے. اسلام اور مسلمانوں کی صورت کو مسخ کرنا ان کا بنیادی مقصد ہے، اور دنیا میں اسکے ذریعہ ایک نیا رنگ، ایک آہنگ اور ایک خاص فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے بشمول مشرقی صحافت، مغربی صحافت کے نقش قدم پر ہے اور اس کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے. اور پورے نظام کو مخصوص سانچے میں ڈھالنے کی کوشش ہو رہی ہے، انھوں نے کہا کہ ہمارا تعلیم یافتہ اور ناخواندہ طبقہ باہر کی خبروں اور تجزیہ کو وحی کا درجہ دیتا ہے. حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں کے پاس فن ہے اور ماہرین فن واقعہ کے تعمیری پہلو کو نظر انداز کرکے اس کے تخریبی پہلو کو بہت دلفریب اور خوشنما اسلوب میں پیش کرنے پر اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں. اخیر میں انہوں نے کہا کہ اس صورتِ حال کے باوجود بھی دانشوروں اور یونیورسٹیوں کے حلقوں میں اسلام کی دعوت کو بڑے پیمانے پر سمجھنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس سے متعلق سوالوں کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا ہے کہ کیا آج بھی اسلام قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے؟ آج عالمی پیمانے پر گلوبلائزیشن کا نظام چلا کر یہ کوشش ہو رہی ہے کہ پوری دُنیا میں مغربی تہذیب وتمدن کی چھاپ ہو اور دُنیا غیر محسوس اور لاشعوری طور پر مغربی ممالک کی اتباع اور نقالی کرے.

اس موقع پر ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء نے فرمایا کہ میڈیا جو گل کھلا رہا ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے، امریکہ یا مغربی ممالک سے جو ایک پرچہ نکلتا ہے اس کی پوری دنیا میں آؤ بھگت ہوتی ہے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے. اس پر اعتماد کیا جاتا ہے، مسلمانوں کو بدنام کرنے ان کی تاریخ، تہذیب وتمدن اور معاشرتی تعلیمات کو داغدار اور بدنام کرنے کا گندا کام مغربی میڈیا کے ذریعہ ہو رہا ہے، اور اپنے ترقی یافتہ وسائل کی بدولت واقعہ کے تخریبی پہلو کو رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کرتے ہیں. انھوں نے فرمایا کہ ہندوستان کی وزارت تعلیم پر جتنا خرچ آتا ہے اس سے کہیں زیادہ انکے ایک پرچے کی نشر واشاعت پر خرچ آتا ہے انھوں نے فرمایا کہ صہیون کے بڑے دانشوروں اور روشن خیال افراد کے اجتماع میں یہ بات پاس ہوتی کہ اگر دنیا پر حکومت کرنا چاہتے ہو تو میڈیا اور بینک پر قبضہ ضروری ہے۔

مولانا کے بعد مہمان خصوصی سپریم کورٹ کے سابق جج جناب سید صغیر احمد صاحب نے کتاب کا اجراء کرنے کے بعد کہا کہ:

آئین ہند کی دفعہ ۱۹ کے بنیادی حق آزادی رائے اور آزادی صحافت کا استعمال کرتے ہوئے جرنلزم جو چاہتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں تصویر پیش کرتے ہیں. آج اس بنیادی حق کو استعمال کرکے عالمی سطح پر اسلام کو بدنام کرنے اور ہمارے اس ملک کی تہذیب کو مسخ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے لیکن اس دفعہ کا بنیادی حق اس وقت تک کافی نہیں ہوگا. جب تک حکومت ذرائع ابلاغ پر پابندیاں نہ عائد کرے. ٹی وی کے جو اثرات نوجوان طبقہ پر پڑ رہے ہیں۔ وہ بہت ضرر رساں ہیں. آج پرائیویٹ چینلس بڑھتے جا رہے ہیں. جن کے ذریعہ فحاشی عیاشی اور بدکرداری کو عام کیا جا رہا ہے۔ حکومت کو ایسے چینلس پر پابندی عائد کرنی چاہیے تاکہ ہماری اقدار، وقار اور ہماری تہذیب وتمدن متاثر نہ ہو۔ مغربی میڈیا کے مصنف نے بڑے خاص موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس کے لئے ہم انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں.

مہمان خصوصی کے بعد ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے فرمایا کہ قوموں کے عروج وزوال کیلئے شروع ہی سے ذرائع ابلاغ بہت مؤثر رہا ہے، اگر وہ طاقتور ہو تو قوموں کی قدریں ہی ان کے رجحانات وخیالات بدل جاتے ہیں سوسائٹی اور معاشرہ کرپٹ ہو جاتا ہے۔ دور جاہلی میں یہ کام اشعار نے انجام دیا تھا۔ آج کا میڈیا اس اصول پہ گامزن ہے کہ جھوٹ اتنا بولو کہ سچ پہ غالب آجائے. انھوں نے کہا کہ اس کے غلط، نامناسب اور گھناؤنے کام کئے جاتے ہیں، خباثت یہاں تک پہونچی کہ قرآن کی بعض آیتوں کو بدل کر انٹرنیٹ میں ڈال دیا گیا۔ اور بین الاقوامی طور پر شور وہنگامہ مچایا گیا. تو اس کی اصلاح کی گئی۔ آج سارا پریس اس بات پہ جٹا ہوا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ مسلمان اور خاص طور پر دیندار آدمی دہشت گرد، اور عیاش وسفاک ہوتا ہے اور یہ سب منظم منصوبے اور گھناؤنی سازش کے تحت ہو رہا ہے۔ اخیر میں انھوں نے فرمایا کہ اس صورتحال سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے. اس کتاب کے آخری ابواب میں یہ تذکرہ ہے کہ ہمارا ردّ عمل کیا ہو. وہ دن دور نہیں کہ میڈیا ہمارے مفاد میں استعمال ہوگا، مولانا نے مصنف کو اس کتاب کی تصنیف پر مبارکباد دی.

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

تقریب نہایت سادگی سے اختتام کو پہونچی اس میں ندوۃ العلماء کے طلبہ، اساتذہ اور شہر کے معزز مہمانان بڑی تعداد میں شریک ہوئے.

افغانستان کی طالبان حکومت میں غیر مُسلموں کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گذارنے کی مکمل آزادی

افغانستان کی طالبان حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اسلام مذہب کے کسی دوسرے مذہب کو اپنانے والے اور مذہب کی تبدیلی کے کام میں ملوث پائے جانے والے کسی بھی غیر مسلم کو موت کی سزا دی جائے گی۔

وہاں کے سینئر لیڈر مولانا محمد عمر نے یہ اعلان طالبان کے ذریعہ شریعت ریڈیو سروس میں کیا ہے اسی اثناء طالبان ملیشیا نے ایک زوردار جنگ کے بعد ایک اہم ضلع لکا ولانگ پر پھر سے قبضہ کر لیا ہے مولانا محمد عمر نے دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائی اور یہودی مذہب کے لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دے کر مسلمانوں کو اس میں دخل کرنے کا الزام لگایا ہے، انھوں نے ریڈیو پر کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ساری دنیا سے ان کو نیست ونابود کر دینا چاہتے ہیں۔

طالبان ملک کے ۹۵ فیصد حصہ میں مقیم ہیں اور اسلامی قوانین پر عمل کرتے ہیں، انھوں نے عورتوں کے نوکری کرنے اور آٹھ سال کے بعد لڑکیوں کو مخلوط طریقہ پر اسکول جانے پر پابندی عائد کر دی ہے اور ساتھ ہی ساتھ عورتوں کو برقع پہننے کا حکم دیا ہے نیز مردوں کیلئے داڑھی رکھنا اور مسجد میں نماز پڑھنا لازمی قرار دیا ہے، افغانستان میں غیر شرعی تفریحات پر بھی پابندی ہے اور غیر اسلامی چیزیں ٹیلی ویژن پر دیکھنا ممنوع ہے، نیز دینی اشعار کے علاوہ دوسرے گانے وغیرہ کے سننے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے اور اسلام کے خلاف کوئی بھی چیز بیچنے والے شخص کو پانچ برس کی سزا دی جائے گی۔

طالبان کے ان سخت فتوؤں کے باوجود افغانستان میں رہنے والے دوسرے مذاہب کے ماننے والے لوگوں کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گذارنے کی مکمل آزادی ہے، کابل میں بڑی تعداد میں سکھ اور ہندو شہر کی مختلف عبادت گاہوں میں پوجا پاٹھ کرتے ہیں اور انہیں ان کے مذہبی گیتوں کے گانے کی پوری اجازت ہے ان کو اور ان کی عبادت گاہوں کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاتا ہے، دوسری جانب طاقتور ملیشیا نے کئی گھنٹے تک چلنے والی گھمسان کی لڑائی کے بعد بامیان کے نزدیک بردتی ضلع پر دوبارہ اپنا قبضہ کر لیا ہے۔

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے :

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ حیات اور کارنامے اور ان کے ملفوظات ایک اجمالی خاکہ۔

مصنف : محمد حسن انصاری ۔ ایم اے۔ ایل ۔ ٹی۔

صفحات : ۱۶۰، سائز $\frac{18\times22}{8}$، قیمت/۴۰ روپے۔

ملنے کا پتہ : مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی شخصیت اور ان کی عظیم دینی علمی خدمات پر متعدد کتابیں اور رسائل منظر عام پر آچکے ہیں۔ اور برابر یہ سلسلہ جاری ہے۔

پیش نظر کتاب بھی ان کی پاکیزہ سیرت اور عظیم شخصیت کا ایک اجمالی خاکہ ہے، یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے، حصہ اول میں حضرت مولاناؒ کی حیات اور کارناموں کا ذکر ہے، حصہ دوم میں انکے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔ نیز کتاب کے آخر میں حضرت مولانا کے مولد و مسکن سے متعلق سات چارٹ اور نقشے دیئے گئے ہیں جن کی تاریخی اہمیت ہے اور تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے بڑی افادیت بھی ہے کتاب کا پہلا حصہ سات ابواب پر مشتمل ہے، باب اول میں وطن مالوف، خاندان و پیدائش، شجرۂ نسب تعلیم و تربیت، مزاج و قد و قامت، لباس شادی اور معمولات کا تذکرہ ہے، باب دوم میں عربی زبان و ادب اور درس و تدریس، باب سوم میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ربط و تعلق، باب چہارم میں تصنیف و تالیف، باب پنجم میں اردو، ہندی عربی، انگریزی کی فہرست تصانیف، باب ششم میں اعزازات، مناصب اور ملکی و غیر ملکی اداروں کی رکنیت کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے، اور باب ہفتم میں تاریخ اور ماہ و سال کے اعتبار سے حضرت مولاناؒ کی پاکیزہ زندگی کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ اور حصہ دوم میں حضرت مولاناؒ کے بہت سے علمی ادبی اصلاحی اور دعوتی ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے۔

اس طرح حضرت مولاناؒ سے عقیدت مندانہ و نیاز مندانہ تعلق رکھنے والوں، ان کی شخصیت پر ریسرچ کرنے والوں اور ان کی سیرت سے واقفیت حاصل کرنے والوں کیلئے ایک مفید کتاب ہے،

نام کتاب : نغمۂ کہکشاں

شاعر : حیرت بستوی

صفحات : ۱۴۴، سائز $\frac{18\times22}{8}$، قیمت پچاس روپئے

ملنے کا پتہ :- عبداللطیف لطفی دارالادب اتر بازار سدھارتھ نگر (یو۔پی)

شعر و شاعری کی دنیا میں حیرت بستوی ایک مقبول و معتبر نام ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ قرآن و سنت کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کی ہے جو قابل تعریف بھی ہے اور لائق تحسین بھی۔ "نغمۂ کہکشاں" ان کا ایسا مجموعۂ کلام ہے جس میں انھوں نے بہت سی قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے مفہوم کو حوالوں کے ساتھ شعر کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں (حمد رب العالمین، نعت ختم المرسلین، مشعل شرع متین) پر منقسم ہے جن میں دعا، حمد، نعت، کے علاوہ نماز روزہ، والدین کی خدمت، عید الفطر، عید الاضحیٰ، اور حالات حاضرہ سے متعلق کئی نظمیں ہیں، فکر آخرت کے موضوع پر "ایک دن سب کو پینا ہے جام فنا"۔ قابل تعریف نظم ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، نظموں میں مفید باتوں کے مفہوم کو ادا کرنے کی زیادہ کوشش ـــــ میں پورے طور پر فن شعریت و ادبیت کا حق ادا نہ ہو پایا ہے، یہ ایک کمی ہے، حیرت صاحب آئندہ اگر اس بات کا خیال رکھیں تو ان کی شاعری میں مزید جان پیدا ہو سکتی ہے۔

نام کتاب : بیاض اشرفی

مصنف : حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

صفحات : ۲۳۶، سائز $\frac{20\times30}{8}$، قیمت/۴۵ روپئے

ملنے کا پتہ : کتب خانہ امداد الغرباء محلہ مفتی سہارنپور (یوپی)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی یہ وہ بیاض ہے جس میں آپ عمر بھر بطور نوٹ مخصوص علوم اور اپنے اسلاف سے حاصل کردہ یا خدام و لحباب کے پیش کردہ صدری خاندانی مجرب نسخہ جات و عملیات جمع فرماتے رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً تین بار جلدوں میں اپنی عام عادت کے موافق رفاہ عام کیلئے شائع فرماتے رہے ہیں جس کی ہر جلد کو آپ نے سہولت کیلئے پانچ حصوں میں تقسیم کر کے شائع فرمایا تھا۔

حصہ اول عملیات، حصہ دوم الرقاق والحکم، حصہ سوم فوائد طبیہ، حصہ چہارم الرقی والعزائم حصہ پنجم الاشتات پر مشتمل ہے، موجودہ اشاعت میں ناظرین کی مزید سہولت کے پیش نظر تینوں جلدوں کے ہر ہر حصہ کو بلا کم و کاست ایک جگہ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے۔ البتہ باب الاشتات حصہ پنجم کے ایک مضمون "لوح الالواح" کے علاوہ باقی سب علمی اصلاحی، رفاہی، طبی اور سیکڑوں علماء صلحاء اطباء عاملین اور اہل تجربہ سے حاصل شدہ نایاب نسخے جمع کر دیئے گئے ہیں امید ہے کہ یہ کتاب علماء حکماء اور اطباء کیلئے مفید ثابت ہوگی۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● اقوام متحدہ کے ادارۂ خوراک نے انکشاف کیا ہے کہ دنیا بھر میں ۸ کروڑ ۳۰ لاکھ افراد قدرتی آفات اور مسلح تنازعات کے باعث بھوک و افلاس کا شکار ہیں، نیویارک ٹائمز کے مطابق عالمی ادارۂ خوراک کی ایگزیکٹیو ڈائریکٹر نے پریس بریفنگ کے دوران بتایا کہ ایک نسل سے دوسری نسل تک بعض خاندانوں میں پیٹ بھر کے کھانا نصیب نہیں ہوتا، رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ بھوک و مفلسی ایشیا اور افریقی ممالک میں ہے جہاں ایک کروڑ افراد پیٹ بھر کھانے سے محروم ہیں جن میں اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق غربت اور قدرتی آفات کے علاوہ مختلف علاقوں میں مسلح تنازعات لوگوں کو بھوک کے خاتمے کی جدوجہد سے محروم کر دیتے ہیں رپورٹ کے مطابق ۸ کروڑ، ۳۰ لاکھ میں سے ۷ کروڑ ۹۰ لاکھ افراد ترقی پذیر ممالک میں رہائش پذیر ہیں۔ اس وقت دنیا کے ۲۰ ممالک بدترین خشک سالی کا شکار ہیں جس میں سے گذشتہ ایک سال کے دوران ۱۰ کروڑ افراد متاثر ہوئے ہیں۔ ان ممالک میں افغانستان سوڈان، ایتھوپیا، اریٹیریا، انڈونیشیا، سیرالیون اور تاجکستان شامل ہیں۔

● امریکہ سے شائع ہونے والا اخبار لاس اینجلس ٹائمز کی خبر کے مطابق ہندوستانی اور پاکستانی مسلمانوں کی تعداد، مسلمانوں کی ایک کروڑ کی مجموعی آبادی میں ۲۵ فیصد ہے جبکہ سیاہ فام مسلمانوں کی آبادی ۴۲ فیصد ہے، ۹ ہزار مسلمان امریکی فوج میں ہیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی آبادی ۲۰۱۰ء تک ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ہو جائے گی۔ اور وہ تعداد میں یہودیوں سے آگے نکل جائیں گے امریکہ کی خارجہ پالیسی میں اہم کردار ادا کرنے والے یہودی مسلمانوں کی آبادی میں اس اضافہ سے پریشان ہو سکتے ہیں، امریکی مسلمانوں میں پہلی اور دوسری نسل جہاں پاکستان اور نائجیریا سے آئی تھی وہیں تیسری اور چوتھی نسل لبنان اور فلسطین کی ہے، خلیجی ملکوں کے خوشحال مسلمانوں کے بچے خصوصاً بچیاں امریکہ میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ ویزا پر مقیم ان طالب علموں کی تعداد بھی کئی لاکھ ہے۔

● ایتھوپیائی مسلمان علماء نے کہا ہے کہ شریعت اسلامیہ کا التزام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل ہی عصر حاضر کے موذی مرض ایڈز سے محفوظ کر سکتا ہے، ایڈز کا مرض افریقی ممالک میں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے، بالخصوص ایتھوپیا اس مرض کا مرکز بن چکا ہے، وہاں کے علماء نے کہا ہے کہ اسلامی تعلیمات ہی ایتھوپیا کو اس قاتل وبائی مرض سے محفوظ رکھ سکتی ہیں اسلامک سپریم کونسل کے رکن جناب محمد احمد صاحب نے بتایا کہ ایتھوپیا میں اٹھارہ ہزار مساجد کے خطباء اور ائمہ اپنے خطبات میں اس مرض سے بچاؤ کی اسلامی تدابیر سے جہاں پردہ اٹھا رہے ہیں وہاں وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے پر زور بھی دے رہے ہیں ایڈز کے پھیلنے کا اہم ذریعہ زنا ہے۔ اور اسلام زنا سے منع کرتا ہے نیز اسلام صفائی اور نظافت کا درس بھی بڑی تاکید سے دیتا ہے، صفائی بھی ایڈز سے بچنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کا التزام کیا جائے اور ان پر عمل کرتے ہوئے عصر حاضر کے اس قاتل اور موذی مرض سے بچا جائے۔

● ہندی روزنامہ راشٹریہ سہارا کے مطابق کرناٹک کے ریاستی وزیر ڈی جان نے گجرات میں آئے بھیانک زلزلہ کے بارے میں ایک پرائیوٹ ٹیلی ویژن چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ گجرات میں عیسائیوں اور مسلمانوں پر ظلم کرنے کا نتیجہ تھا جو زلزلے کی صورت میں قدرت کا قہر نازل ہوا۔ اس خبر کے نشر ہونے پر حزب مخالف نے شدید ردعمل کا اظہار کیا جس کی بنا پر وزیر موصوف نے استعفیٰ دے دیا جو قبول کر لیا گیا۔ واضح رہے کہ وزیر موصوف کا تعلق عیسائی فرقے سے تھا۔ دوسری طرف زلزلے سے متعلق نئی دنیا کے مطابق آج گجرات کو سنگھ پریوار ہندو راشٹر کی پہلی تجربہ گاہ بنا رکھا ہے جہاں عیسائی، مسلمانوں ہی نہیں بلکہ دلتوں پر بھی عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ آئے دن عبادت گاہوں پر حملے ہو رہے ہیں، بے گناہوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ بھائی بھائی میں امتیاز برتا جا رہا ہے۔ جبکہ قدرت کی نظر میں انسان انسان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، یہ قدرتی آفات ـــــ ہمارے اعمال کی سزا اور عذاب الٰہی ہیں، اب اگر ہم اس سے سبق نہیں لیں گے تو قدرت کے اپنے طریقے ہیں۔ قدرت انسانوں کو بلیک بورڈ پر لکھ کر سبق نہیں سکھاتی۔ بلکہ زمینوں اور آسمانوں پر جو کچھ لکھ دیتی ہے وہ درس عبرت بن جاتا ہے۔

گجرات میں آئے زلزلہ کے بارے میں جہاں اس قسم کی رائے تھی وہاں ہندو مسلم بھائی چارے بھی دیکھنے کو ملا۔ ہندو مسلم اور عیسائی سبھی نے مذہب کی دیوار توڑ کر ایک دوسرے کو خون کا عطیہ دے کر جان بچائی۔ احمد آباد کے نگر نگم کے وی ایس ہاسپٹل میں تقریباً ایک سو مسلمان نوجوانوں نے ۲۶ر جنوری ۲۰۰۱ء سے مسلسل اپنے ہندو مریض بھائیوں کو خون دے کر جان بچائی اور پوسٹ مارٹم میں برابر تعاون دیا۔